بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لقد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین ٥

اعجازِ قرآنِ پاک

اہلِ کتاب اور منکرینِ خدا کیلئے پاک تحفہ

جناب مرزا محمد مہدی صاحب

ناشران محراب ادب کراچی

Marfat.com

گنجینۂ جوہر

شہیدِ ملت مولانا محمد علی صاحب جوہر مرحوم کے کلام کا مجموعہ جدید

دیباچہ کے ساتھ عالی جناب قاضی فضل اللہ صاحب وزیر اعظم سندھ

پیش لفظ سے آراستہ ہو کر جلوہ گر ہوا ہے۔

قیمت صرف [illegible]

ناشران

محراب ادب کراچی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لقد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین

اعجاز قرآن پاک

اہل کتاب اور منکرین خدا کیلئے پاک تحفہ

من تالیف

عالیجناب مرزا محمد مہدی صاحب

ناشران

محراب ادب کراچی

Marfat.com

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

۲۹۷۸۶
۱۸۶۴
۷۰۰ ہ

بارِ اوّل ——————— دو ہزار

قیمت
۱۲ر

مطبع عثمانی کراچی

Marfat.com

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

اس آیۂ مبینہ میں اللہ تبارک وتعالےٰ کا فرمان ہے کہ "اور ایک جماعت تمہارے اندر ایسی ہونی چاہئے جو نیکی کی طرف بلائے اور بدی سے روکے" بعینہ اسی طرح جناب رسالت مآبؐ کا ارشاد ہے کہ "جو بھلائی کی تلقین نہ کرے اور برائی سے منع نہ کرے وہ میرے طریق پر نہیں"

ہر چند کہ مؤلف اعجازِ قرآن پاک حضرت مرزا محمد مہدی صاحب مدظلہٗ سے مجھے ہنوز شرفِ نیاز حاصل نہیں اور ایسی صورت میں تعریف المجہول بالمجہول میرا دیباچہ سپردِ قلم کرنا ایک خندۂ بے معنی سے زیادہ اہم نہ تھا لیکن چونکہ اس باب میں میرا نظریہ ہمیشہ یہ رہا ہے کہ "بہ بیں کہ چہ می گوید مبیں کہ کہ می گوید" حضرت ممدوح کی کتاب "اعجاز قرآن پاک" بالواسطہ مجھ تک پہنچی اور دیباچہ کی خدمت سپرد کی گئی لہٰذا بمصداق "مودت اہلِ صفا چہ بر رو چہ در قفا" تعمیلِ ارشاد بسر و چشم۔ شاید یہی خدمت بندۂ حمایت عصیاں کار بہ عنایت کے لئے وسیلۂ نجات ہو جائے۔

Marfat.com

مرزا صاحب موصوف کا مطمح نظر وہی ہے جو آیۂ کریمہ اور حدیث نبوی ﷺ کا منشا ہے جیسا کہ میں نے اوپر عرض کیا، یا بقول خواجہ حافظ رح سے

بیاد چشم تو خود را خراب خواہم ساخت
بنائے عہد قدیم استوار خواہم کرد!

آج فی الحقیقت اسی قسم کے رشحات و صحائف کی ضرورت ہے تاکہ عالمِ اسلام کا ذرہ ذرہ مجلی ہو کر آفتابِ نبوت سے منعکس ہو جائے اور دنیائے دنی کی رہی سہی کثافت و ضلالت کو نابود کر کے مشعلِ تبلیغ و ہدایت سے گوشہ گوشہ روشن و منور کر سکے جن گنبدوں میں آج زنگ و ناقوس کی آوازیں سمع خراشی کر رہی ہیں کل وہی گنبد اللہ اکبر کی اذانوں سے گونجنے لگیں، جو قافلے لق و دق صحراؤں میں گمرہی کو ہی راہِ راست سمجھ کر گامزن ہیں انہیں بھی اللہ اکبر کی صدائیں اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام کا مژدہ سنا کر صراطِ مستقیم پر لے آئیں۔

بلکہ حالاتِ حاضرہ کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو ہمیں اُن صحرا نوردوں سے قطع نظر خود اپنے ہی قافلہ میں ہزاروں قزاق نظر آئیں گے اور ایسے ایسے فتنہ کیش و ناعاقبت اندیش کہ جو اپنے ہاتھ اپنے پیروں کلہاڑی مار رہے ہیں، اپنے ہی شجرِ قوم کی بیخ کنی کے درپے ہیں اور طرفہ تماشہ یہ کہ اسے ادعائے خدمتِ قومی سے تعبیر کرتے ہیں، کاش کہ یہ آیاتِ بینات ان کے زنگ آلود قلوب پر صیقل کا کام کر جائیں اور ان کے قلب و نظر کے درمیان جو حجاباتِ ضلالت حائل ہیں معدوم ہوں تاکہ بصیرتِ باطنی کا بصارتِ ظاہری سے الحاق ہو سکے اور وہ لوگ بھی دنیا کی ہر چیز کو اپنے صحیح روپ میں دیکھ اور سمجھ سکیں ——— یہ ہے فلسفۂ اخلاق کی ابجد۔ جسے پڑھنے کے بعد گناہ و ثواب میں، حرام و حلال میں فرق کی قوت پیدا ہو جاتی ہے

جو عین منشائے قدرت کے متقاضی ہے۔ یہی انسان اور حیوان کی سرحد امتیاز ہے، بلکہ یہ کہنا کسی حد تک بیجا نہ ہوگا کہ صحیح مسلمان ہی انسان کہلانے کا مستحق ہوتا ہے کیونکہ مسلمان کو نہ صرف حرام و حلال کی ہی تمیز ہوتی ہے بلکہ اسے فرض، واجب، سنت اور مستحب کا نیز حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی اور مباح کا بھی ادراک ہوتا ہے۔ مقام غور ہے کہ اس تماشہ گاہ عالم کے صانعِ مطلق کی اسکیم کس قدر جامع اور مکمل ہے جیسا کہ فرمایا ہے:۔

(لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۔ انسان کی اس حسین ترین تخلیق کے بعد ... عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۔ کی توشیح انسانیت کی معراج ذہنی ہے۔ اب اندازہ کیجئے کہ وہ دنیا کتنی حسین کتنی معصوم کتنی طرار اور کتنی منضبط ہوتی۔ اس کی خاک کتنی پاک ذرے کتنے روشن اور فضا کتنی پرسکون ہوتی۔ علی الخصوص ایسی حالت میں کہ جناب احدیت نے انسان کو صفات ظاہر و باطن سے آراستہ کر کے وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ کا خلعت بخشا اور اپنے حبیب کو لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ سے عبارت فرما کر انسانی زندگی کے تمام پہلو بلکہ شش جہات منظم فرما دیئے۔ اس ذات جامع الصفات تاجدار وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ نے زندگی کا وہ نقشہ مرتب کیا کہ انسانیت ہمیشہ ہمیشہ فخر و ناز کرتی رہے گی۔

حاصلِ کلام قرآن پاک ہی ایک ایسی کتاب ہے جس کی تعلیم نہ ہونے سے انسان ننگ انسانیت ہوتا ہے اور جس کی تعلیم انسان کو فخر انسانیت بنا دیتی ہے۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ ۔

اللہ تعالیٰ اس رسالہ اعجاز قرآن پاک کے ذریعہ عوام الناس کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ ۔

احقر۔ قاضی محمد حمایت اللہ حیدری عفی عنہ

Marfat.com

اعلان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر مسلمان سنتا چلا آتا ہے کہ دجال پیدا ہوگا۔ مہدی آخر الزماں کا ظہور ہوگا۔ مسلمانوں اور کفار میں ایک ہیبتناک سخت جنگ ہوگی۔ عیسیٰ ابن مریم نازل ہونگے مبشرہ زمانہ مسلمانوں کے لیئے سخت ترین ہوگا۔ آنحضرت صلعم نے نہایت افسوس کے ساتھ خبر دی ہے۔ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ۔ کیا حال ہوگا تمہارا جسوقت نازل ہونگے عیسیٰ ابن مریم تم میں اور تمہارا امام تم میں ہوگا۔ مبشرہ آثار عرصہ سے شروع ہو چکے ہیں۔

دو ہیبتناک جنگیں ہو چکی ہیں اور تیسری خدا کے روز عظیم کی جنگ عنقریب شروع ہونے والی ہے۔

Marfat.com

اسوقت جو لوگ کمیونسٹ کے نام سے مشہور ہیں ان لوگوں کی خواہش ہے کہ دنیا میں سب دیان بائیس پنسیری ہو جائیں یعنی سب انسان برابر کی زندگی بسر کریں۔ نہ کوئی غریب رہے نہ کوئی امیر۔ اور جو امیر ہیں یہ ان کے دشمن ہیں۔

خدا نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے۔ اور حرام کر دیا ہے۔ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔ مت آرزو کرو اس فضل کی جو اللہ نے کیا ہے بعض پر تم میں سے اوپر بعض کے۔ یعنے غریب دولتمند کا حسد نہ کرے۔ اپنے حال پر صابر رہے۔ اور ہدایت کردی ہے۔ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسْــَٔـلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ (النساء۔ ۳۲) مردوں کے نصیب میں ہے وہ جو وہ پیدا کرتے ہیں۔ اور عورتوں کے نصیب کا ہے جو وہ پیدا کرتی ہیں۔ اور طلب کرو اللہ سے اس کا فضل یعنے ہر انسان حاجت مند رہتا ہے۔ مگر انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ سے اپنی حاجتیں طلب کرتے جائے۔ اللہ دیتا جائیگا۔ سکون اللہ کا بڑا فضل ہے جس کا محتاج ہر امیر و غریب ہے۔ غنی صرف اللہ ہے۔

کمیونسٹ چاہتے ہیں کہ مذکورہ خدائی نظام مٹ جائے اور ان کا سوچا ہوا نظام قایم ہو جائے۔ یہ ان کی جدوجہد خدا کے خلاف اقدام جنگ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہی ملشرہ کفار ہیں۔ جن سے خدا پرستوں کو جنگ کرنا ہوگی۔

کمیونسٹوں کا نشو نما ملک روس سے ہوا ہے۔ اس وقت ان کے موجودہ لیڈر اسٹالین ہیں۔ یہ لوگ عیسائی تھے بعد کو مرتد ہو گئے۔ گرجوں کو سینما گھر بنا دیا۔ خدا کے وجود کو ایک خیال غلط اور ضرر رساں تصور کرتے ہیں۔ روپیہ کے زور سے گمراہوں کو اپنا ہم خیال بناتے ہیں۔ یہ شیطان کا آخری حربہ ہے۔ کمیونزم ایک ایسا شیطانی خیال ہے جسمیں گمراہوں کو بڑا سبز باغ نظر آتا ہے۔ ناتجربہ کار انسان یقین کر لیتے ہیں کہ ہر انسان اپنے ہر مقصد کو پورا کر سکتا ہے۔ اس خیال کے ابطال کے لئے لازمی ہے کہ ان لوگوں کو

خدا کے موجود ہونے اور خدا کی طاقت اور قدرت اور ارادہ اور منشاء کو سمجھایا جائے کہ جو خدا چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ خدا کے منشاء کے خلاف انسان کا سوچا سمجھا مقصد کبھی پورا نہیں ہوتا۔ ابتداء عالم سے ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے۔ فرعون مصر وغیرہ کا جو حشر ہوا وہ معلوم ہے۔ اور اس زمانے کے ہٹلر اور جنرل ٹوجو کی کوششیں اور مقاصد اور ان کے نتیجے ہماری نظروں کے سامنے ہیں۔ خدا کے خلاف انسان کا چاہا کبھی نہیں ہوا۔

اس وقت اہل علم مجاہدین میں سے بلند مرتبہ وہ لوگ ہیں جو اس کتاب کا ترجمہ انگریزی اور روسی زبان میں شائع کرادیں اور کثیر تعداد میں یورپ، انگلینڈ اور امریکہ وغیرہ میں تقسیم کرادیں۔ تاکہ متقی یہود اور نصاریٰ اور دیگر متقین قرآن عظیم پر ایمان لائیں ہدایت پائیں خدا کو پہچانیں۔ کمیونزم سے توبہ کریں اور اسلام کو قبول کریں۔ انشاء اللہ یہ جہاد بالقلم فوز العظیم ہوگا۔

✓

مذکورہ جہاد کے فوز العظیم ہونیکا ثبوت یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں یہود و نصاریٰ نے پیغمبر اسلام پر اعتراض کیا تھا۔ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ۔ اور کہا انھوں نے کیوں نہیں لے آتا (محمدؐ) کوئی نشانی اپنے رب کی طرف سے۔ جسکا جواب خداوند عالم نے یہ دیا قرآن عظیم میں۔ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى۔ (طٰہٰ۔ ۲۳)۔ کیا نہیں آچکیں ان کے پاس بیّن بشارات (قرآن اور اس رسول کی بابت) جو صحف اولیٰ میں موجود ہیں۔

مخصوص عیسائیوں کے بابتہ خدا نے اپنے رسول کو آگاہ کیا تھا۔ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ۔ (مائدہ۔ ۱۲) اور ان لوگوں سے کہ کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں لیا ہم نے عہد و پیمان۔ انہوں نے پس بھول گئے اس حصہ کو جس سے انکو نصیحت کی گئی تھی یعنی جس منزل من اللہ حصہ میں قرآن اور احمد مجتبیٰ صلعم کے بابتہ بشارات ہیں اس کو نصاریٰ بھول گئے ہیں۔

Marfat.com

مذکورہ ہدایات خدا کے بعد صحف اولیٰ کی محولہ بشارات اور وہ منزل من اللہ حصہ
جسکو عیسائی بھول گئے تھے منکرین اسلام کے سامنے پیش کیا گیا جس پر بکثرت اہل کتاب
ایمان لائے اور جو لوگ منکر خدا تھے اور دوبارہ زندہ کئے جانے کے قائل نہ تھے اُن کو
قرآنی دلائل سے سمجھایا گیا۔ اور وہ سمجھے اور ایمان لائے۔ خدا کا عطا کردہ ملک اسلام آباد
ہوگیا۔ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا۔ یہ ہیں تاثرات صحف اولیٰ
کے اور قرآن عظیم کے۔

جو یہود اور نصاریٰ بوجہ غرور اور حسد کے ایمان نہیں لائے وہ جلاوطن کر دیئے گئے
کیونکہ یہ لوگ اپنے کو حضرت ابراہیم کی بیوی کی اولاد اور نبوت اور کتاب اور حکمت کا مستحق
سمجھتے تھے اور عربوں کو کنیز زادہ نبوت اور کتاب اور حکمت کا اہل نہیں سمجھتے تھے۔ اور
قرآن عظیم پر تقوے کے ساتھ غور نہیں کرتے تھے۔ مخالفت میں سرگرداں رہتے تھے
تھوڑے دنوں میں وہ جلاوطن یہود و نصاریٰ مرکھپ گئے۔ ان کی نسلیں اور
ان کی تعلیم آج اس کرۂ زمین پر پھیل گئی ہے مگر ان کو مذکورہ جواب خدا کا علم نہیں ہے اور
آج قرآن عظیم کی علم و حکمت کی تعلیم نہ پانے کی وجہ سے اہل کتاب کے درجہ سے
گر کر کافر ہوتے جارہے ہیں۔ عیسائیت اور اسلام دونوں کو باطل سمجھتے ہیں۔

لہٰذا اس وقت ہم پر بموجب حکم خداوندی۔ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ
وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران۔ ۱۰۴) فرض ہے کہ قبل
قادر مطلق خدا کی روز عظیم کی جنگ کے ہم موجودہ یہودیوں اور عیسائیوں کو صحف اولیٰ کی محولہ
بشارت کی طرف متوجہ کریں اس غرض سے اس کتاب میں صحف اولیٰ کی بشارات کو احسن
طریقے سے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور قرآن عظیم سے خدا کے موجود ہونے۔
خالق۔ علیم اور قدیر ہونے کے ثبوتوں کو عقلی دلائل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے تاکہ
منکرین خدا بھی سمجھیں اور ہدایت پائیں اور ہمارا خدا کے حضور حق پر ہونا صحف اولیٰ اور

Marfat.com

عقل و دانش سے مشاہدات اور تجربات کے مطابق ثابت ہو جائے۔ انشاء اللہ متقین حق کو ضرور قبول کریں گے۔

نوٹ :- ۱۔ ممکن ہے کہ بعض ناظرین کے دلوں میں مذکورہ بالا اعلان پڑھنے کے بعد کچھ شکوک پیدا ہوں۔ انشاء اللہ وہ کتاب پڑھنے کے بعد رفع ہو جائینگے۔

نوٹ :- ۲۔ صحف اولی کے اردو ترجمے جو اس کتاب میں پیش کئے گئے ہیں وہ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی پنجاب اگزلیری لاہور کے شائع کردہ اردو ترجموں سے نقل کئے گئے ہیں۔

خادم المسلمین

مرزا محمد مہدی

بارک نمبر ۱۵ کوارٹر نمبر ۱۰ ایرپورٹ کراچی نمبر ۱۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس کرۂ زمین پر صرف ہم ہی حقیقی اور سچے عیسائی ہیں اور خدا کے حضور مبارک ہیں۔ موجودہ عیسائیوں اور یہودیوں کے مقابلے میں حق پر ہیں جسکا ثبوت حسب ذیل ہے۔

حضرت عیسٰی پر جو کتاب خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے وہ مجموعہ اناجیل کے آخر میں ہوتی ہے اور اس کے نام حضرت یوحنا کی تحریر کے مطابق خدا کی طرف سے یسوع مسیح کا مکاشفہ اور یسوع مسیح کی نبوت کی کتاب ہے۔

حضرت یوحنا حضرت عیسٰی کے شاگرد رشید تھے اور سب شاگردوں میں بڑے عالم تھے اور حضرت عیسٰی کی مذکورہ نبوت کی کتاب کے محض کاتب اور ناشر تھے۔ اور مذکورہ کتاب نبوت کے کلام خدا اور حضرت عیسٰی کے رسول خدا ہونے کے گواہ تھے

Marfat.com

جیسا کہ مذکورہ نبوت کی کتاب کے پہلے باب کی ابتدائی آیات سے جو خود حضرت یوحنا کی تحریر کردہ ہیں ناقابل انکار طریقہ سے ثابت ہے۔

مذکورہ کتاب نبوت کے لکھے جانے اور نشر ہو جانے کے بہت عرصہ کے بعد عیسائی علماء نے مذکورہ نبوت کی کتاب کو یوحنا عارف کا مکاشفہ قرار دیدیا اور کتاب مذکور میں پہلے باب کے اوپر بطور سرخی کے "یوحناؔ عارف کا مکاشفہ" کا اضافہ کر دیا۔ چند صدیوں میں مذکورہ سرخی کیوجہ سے عیسائی حضرت عیسیٰ کی نبوت کی کتاب کو بھول گئے اور اس کو یوحناؔ عارف کا مکاشفہ سمجھنے لگے۔ اور آج مذکورہ نبوت کی کتاب کو قابل عمل نہیں مانتے اور اس کی بشارات کو اس عالم میں واقع ہونیوالا نہیں سمجھتے۔ لہذا اس کو بلا ضرورت سمجھ کر سب کتابوں کے آخر میں ڈالدیا ہے۔

قرآن کی اصطلاح میں اسی کتاب کو انجیل عیسیٰ کہتے ہیں اور اسی کتاب میں قرآن عظیم کا ہر وہ حوالہ کہ فلاں ذکر انجیل میں موجود ہے آج بھی موجود ہے۔

مجموعہ اناجیل میں صرف یہی کتاب منزل من اللہ ہے اور خدا نے اسی کتاب کو کتاب اللہ بتایا ہے۔ وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (بقرہ - ۱۰۱) جب آیا ان کے پاس رسول اللہ کی طرف سے تصدیق کرنے والا اس کی جو کچھ کہ ان کے پاس ہے پھینک دیا ان میں سے ایک فریق نے جنکو کتاب دی گئی تھی کتاب اللہ کو پس پشت گویا وہ اس کو نہیں جانتے۔

عیسائیوں نے مذکورہ کتاب اللہ کو عہد نامہ جدید میں سب کتابوں کے آخر میں ڈالا ہے۔ اس کتاب اللہ پر غور نہیں کرتے اس کتاب اللہ کی کسی ہدایت پر عمل نہیں کرتے۔ اس کتاب اللہ کے پہلے باب کی چار آئتیں حسب ذیل ہیں۔

کتاب مکاشفات

۱۔ باب

(۱) یسوع مسیح کا مکاشفہ جو اسے خدا کی طرف سے اس لئے ہوا کہ اپنے بندوں کو وہ باتیں دکھائے جن کا جلد ہونا ضرور ہے اور اس نے (جناب مسیح نے) اپنے فرشتہ کو بھیج کر اس کی معرفت انھیں اپنے بندہ یوحنا پر ظاہر کیا۔

(۲) جس نے (یوحنا نے) خدا کے کلام اور یسوع مسیح کی گواہی کی یعنی ان سب چیزوں کی جو اس نے دیکھیں تھیں شہادت دی۔

(۳) اس نبوت کی کتاب کا پڑھنے والا اور اس کے سننے والے اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اس پر عمل کرنے والے مبارک ہیں۔ کیونکہ وقت نزدیک ہے۔

(۱۱) کہ جو کچھ تو دیکھتا ہے اس کو کتاب میں لکھ کر ساتوں کلیسائوں کے پاس بھیج دے۔

مذکورہ بالا آیات سے جو حضرت یوحنا کی تحریر ہیں ثابت ہے (۱) کہ مذکورہ بالا نبوت کی کتاب خدا کی طرف سے جناب عیسیٰ ابن مریم پر نازل ہوئی ہے اور مذکورہ بالا

Marfat.com

نبوت کی کتاب میں اسی کرہ زمین پر آئندہ ہونیوالے واقعات کی خدا کی طرف سے بشارات ہیں جو تقریباً" پانچسو برس بعد شروع ہوتے والی تھیں اور ہوئیں۔ (۲) مذکورہ بشارات جو حضرت عیسٰی علیہ السلام پر خدا کی طرف سے پہلے منکشف ہو چکی تھیں حضرت عیسٰی نے اپنے فرشتے کو بھیج کر اس کے ذریعہ سے ان ہی منکشف شدہ واقعات کو تقریباً" واقعہ صلیب کے نوے سال بعد حضرت یوحنا پر ظاہر کیا اور ان آئندہ ہونیوالے واقعات کو لکھکر ساتوں کلیاؤں کے پاس بھیجدینے کا حکم دیا۔

حضرت یوحنا نے ان سب چیزوں کو دیکھکر ان کے کلام خدا اور یسوع مسیح کے رسول خدا ہونے کی شہادت دی۔ اور ان واقعات کو لکھ کر ساتوں کلیساؤں کے پاس بھیج دیا۔ لہذا مذکورہ کتاب مکاشفات خدا کی طرف سے حضرت یوحنا پر نازل نہیں ہوئی ہے کیونکہ جس فرشتہ نے آئندہ ہونیوالے واقعات کا حضرت یوحنا پر انکشاف کیا وہ خدا کا بھیجا ہوا نہیں تھا بلکہ حضرت مسیح کا بھیجا ہوا تھا اور مذکورہ کتاب مکاشفات کی تبلیغ کا حکم خدا کا نہیں تھا بلکہ حضرت مسیح کا حکم تھا اس لئے مذکورہ کتاب کا خدا کی طرف سے حضرت یوحنا پر انکشاف ہونا غلط ہے بلکہ یہ حضرت عیسٰی کی نبوت کی کتاب ہے جیسا کہ حضرت یوحنا نے پہلی آیت میں لکھا ہے۔ "یسوع مسیح کا مکاشفہ جو اسے خدا کی طرف سے اس لئے ہوا کہ اپنے بندوں کو وہ باتیں دکھائے جنکا جلد ہونا ضروری ہے" اور حضرت یوحنا مذکورہ کتاب مکاشفات کے محض کاتب اور ناشر تھے۔

مذکورہ بالا تیسری آیت میں خدا کی طرف سے ہدایت ہے کہ جو شخص مذکورہ بالا

کتاب نبوت کی مندرجہ بشارات پر عمل کریگا وہ خدا کے حضور مبارک ہوگا

اب ہم ثابت کرتے ہیں کہ اس وقت اس کرۂ زمین پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مذکورہ بالا نبوت کی کتاب اور اس کی بشارات پر صرف ہم ہی عمل کرتے ہیں لہذا خدا کے حضور ہم ہی مبارک ہیں کیونکہ مذکورہ بالا تیسری آیت کی یہی بشارت ہے اور اسوقت جو لوگ اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں وہ مذکورہ بالا حضرت عیسیٰ کی نبوت کی کتاب کی کسی ایک بشارت پر بھی عمل نہیں کرتے ۔

کتاب مکاشفات

۴ ۔ باب

(۱) ان باتوں کے بعد جو میں نے نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان میں ایک دروازہ کھلا ہوا ہے اور جس کو میں نے پیشتر نرسنگا کی سی آواز سے اپنے ساتھ باتیں کرتے سنا تھا وہی کہتا ہے کہ یہاں اوپر آجا میں تجھے وہ باتیں دکھاؤں گا جن کا ان باتوں کے بعد ہونا ضروری ہے ۔

(۲) فوراً میں روح میں آگیا اور کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان پر ایک تخت رکھا ہے اور اس پر کوئی بیٹھا ہے ۔

(۳) اور جو اس پر بیٹھا ہے وہ سنگ یشب اور عقیق سا معلوم ہوتا ہے اور اس تخت کے گرد زمرد کی سی دھنک سی معلوم ہوتی ہے ۔

Marfat.com

(۴) اور اس تخت کے گرد چوبیس تخت ہیں اور ان تختوں پر چوبیس بزرگ سفید پوشاک پہنے ہوئے بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے سروں پر سونے کے تاج ہیں۔

مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہے کہ حضرت یوحنا کو اس کرۂ زمین پر آئندہ ہونے والے واقعات دکھائے گئے اور جب حضرت یوحنا پر روحانی کیفیت طاری ہوئی تو پہلے انہوں نے گویا ایک تخت دیکھا جس پر انکو تجلی رب نظر پڑی اور اس تخت کے گرد چوبیس تخت اور نظر پڑے جن پر وہ چوبیس انبیاء بیٹھے نظر پڑے جنکے نام قرآن عظیم میں مذکور ہیں۔

کتاب مکاشفات

۵۔ باب

(۱) اور جو تخت پر بیٹھا تھا میں نے اس کے داہنے ہاتھ میں ایک کتاب دیکھی جو اندر سے اور باہر سے لکھی ہوئی تھی اور اسے سات مہریں لگا کر بند کیا گیا تھا۔

مذکورہ بالا آیت سے ثابت ہے کہ فرشتہ کی ابتدائی ہدایت کے مطابق آئندہ ہونے والے واقعات میں سے خدا کے داہنے ہاتھ والی کتاب یعنی ایک عظیم کتاب نازل ہونیوالی تھی جو مذکورہ بشارت کے تقریباً چھ سو برس بعد نازل ہوئی اس کو عربی زبان میں قرآن عظیم کہتے ہیں۔ یہ کتاب اللہ عقل سے سمجھی جاتی ہے کیونکہ اسمیں خدا کی ہدایت ہے۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (یوسف ۔ ۲) بالتحقیق نازل کیا ہم نے اس کو قرآن عربی تاکہ تم عقل سے سمجھو۔

Marfat.com

"وہ جو اندر سے اور باہر سے لکھی ہوئی تھی"۔ اندر سے لکھی ہونے سے مراد وہ خدا کی ہدایت اور نور یعنی مفہوم اور مطالب ہیں جو مبشرہ کتاب کی عربی زبان اور تحریر میں نہاں رہتی ہیں۔ جیسا کہ خدا نے اپنے داہنے ہاتھ والی کتاب قرآنیں سمجھایا ہے اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (واقعہ ۷۷-۷۹) تحقیق یہ پڑھنے کی چیز ہے باکرامت بیچ کتاب کے چھپی ہوئی۔ نہیں اس کو مس کر سکتے یعنی سمجھ سکتے سوائے پاک لوگوں کے۔

باہر سے لکھی ہونے سے مراد وہ عربی تحریر اور زبان ہے جسمیں خدا کی ہدایت اور نور نہاں رہتے ہیں۔ مقصد ہدایات دونوں صورتوں سے یکساں حاصل ہوتا ہے۔

عربی زبان اور تحریر میں جب خدا کی مذکورہ ہدایات و نور نہاں ہوتے ہیں تو انکو ایک عرب حاصل کر سکتا ہے اور جب مذکورہ ہدایات و نور کو کسی دوسری زبان میں ملبوس کر دیا جائے تب خدا کی ہدایت و نور بجنسہ وہی رہیں گی جو عربی زبان اور تحریر میں نہاں ہوتی ہیں اور ایک غیر عرب اپنی زبان میں بجنسہ وہی فائدہ حاصل کریگا جو ایک عرب حاصل کر سکتا ہے۔ اس لئے خدا کی مذکورہ داہنے ہاتھ والی کتاب قرآن عظیم کو عربی زبان میں ہے مگر اس کرہ زمین کی تمام قوموں کے لئے خدا کی طرف سے یکساں ہدایت اور نور ہے اور دنیا کی تمام قوموں کی زبانوں میں خدا کی ہدایتوں کے نازل ہونے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ یہ قرآن عظیم کا ایک اعجاز ہے۔

آیت بالا میں مذکورہ سات مہروں سے مراد سات دور ہیں جو ذبح امام حسین سے

Marfat.com

شروع ہوتے ہیں اور قیامت کبریٰ تک ختم ہونگے جنکی تفصیلی بشارات حضرت عیسٰی کی مذکورہ نبوت کے چھٹے باب سے شروع ہو کر آخر کتاب پر ختم ہوتے ہیں اور ہر دور میں قرآن عظیم کا نور عیاں ہوتا جائے گا۔

بموجب کتاب پیدائش ۱۳: ۱۴ و ۱۵ اور ۱۵: ۱۸۔ موجودہ ملک جزیرہ نمائے عرب جس کی شمالی مشرقی حد دریائے فرات ہے اور مغربی حد دریائے مصر ہے باقی جنوبی حصہ تین طرف پانی سے گھرا ہوا ہے۔ اس ملک کو خدا نے حضرت ابراہیم اور ان کی اولاد کو ہمیشہ کے لئے دیا ہے اس سرزمین پر خدا کی موجودہ تمام کتابیں نازل ہوئی ہیں۔ قرآن عظیم بھی اسی خدا کی عطا کردہ زمین پر نازل ہوا لہذا قرآن خدا کی نازل کی ہوئی کتاب ہے اور خدا کی مبشرہ داہنے ہاتھ والی کتاب ہے۔

جناب مسیح علیہ السلام کی مذکورہ نبوت کی کتاب کو نازل ہوئے تقریباً" دو ہزار سال ہوئے لہذا اتنی ہی مدت خدا کی مذکورہ داہنے ہاتھ والی کتاب کے نازل ہونے کی بشارت کو بھی ہو چکی ہے اور ابتک خدا کی عطا کردہ پاک زمین پر جو خدا کی کتابوں اور صحیفوں کے نازل ہونیکا مقام ہے سوائے قرآن عظیم کے کوئی دوسری کتاب خدا نازل نہیں ہوئی ہے لہذا قرآن عظیم ہی خدا کی مبشرہ داہنے ہاتھ والی کتاب ہے جو نازل ہونے والی تھی اور ہوئی۔

قرآن عظیم کی بابتہ خدا نے انبیاء کے ذریعہ بشارتوں میں کامل نشان اور ناقابل شک پتے بتا دیئے ہیں جو خدا کی سابقہ کتابوں اور صحیفوں میں موجود ہیں اور چند

Marfat.com

اسی کتاب میں پیش کئے گئے ہیں وہ سب قرآن عظیم پر ٹھیک منطبق ہیں اور قرآن عظیم کی تکذیب میں کوئی دوسری کتاب جو کتاب خدا ہونے کی مدعی ہو موجود نہیں ہے۔ یہ قرآن عظیم کے خدا کی داہنے ہاتھ والی کتاب ہونے کا اعجاز ہے کیونکہ قرآن عظیم کی تکذیب کسی جھوٹی کتاب نے بھی جو کتاب خدا ہونے کی مدعی ہوئی ہو نہیں کی ہے۔

خدا کے عطا کردہ ملک میں تقریباً چودہ سو سال سے مذکورہ قرآن عظیم پر کامل طور سے عمل کیا جاتا ہے بے شمار آل ابراھیم یہودی عیسائی اور دیگر قومیں قرآن عظیم پر ایمان لا چکے ہیں۔ خدا کا مذکورہ عطا کردہ ملک قرآن کے ماننے والوں سے بھرا پڑا ہوا ہے اور اس کرہ زمین کے مغربی کونے مراقش سے لیکر جزائر فلپائن تک مسلمان بکثرت آباد ہیں اور قرآن عظیم کو خدا کی کتاب مانتے ہیں اور انکی تعداد چالیس کروڑ سے بہت زائد ہے۔

ایک خداشناس انسان کی عقل تسلیم نہیں کرسکتی ہے کہ خدا کے عطا کردہ ملک میں جہاں ہمیشہ خدا کی سنٹرل گورنمنٹ قایم رہی ہے ایک باطل تعلیم تقریباً چودہ سو سال سے جاری ہو اور خدا کے بے شمار بندے گمراہ ہوتے رہیں اور خدائے علیم و قدیر باطل تعلیم کے ابطال کے لئے کوئی نئی کتاب ہدایت اور ایک نیا رسول نہ بھیجتا۔ خدا کی طرف سے ابطال کا نہ ہونا بھی ایک خداشناس انسان کے لئے بین ثبوت ہے کہ قرآن عظیم خدا کی مبشرہ داہنے ہاتھ والی کتاب ہے۔ اس کے

ماننے والے مشرق سے مغرب تک پھیل گئے ہیں اور شمال و جنوب میں پھیلتے جاتے ہیں لہٰذا اہل کتاب ساتھ دلائل حق کے قرآن عظیم کا انکار کرنے سے عاجز ہیں ✓

آج اس کرہ زمین پر جناب مسیح علیہ السلام کی مذکورہ نبوت کی کتاب پر عمل کرتے ہوئے ہم قرآن عظیم کو خدا کی مبشرہ داہنے ہاتھ والی کتاب مانتے ہیں اور مذکورہ نبوت کی کتاب کی ہر بشارت کو جو ابتک وقوع میں آچکی ہیں مانتے ہیں اور عمل کرتے ہیں لہٰذا ہم خدا کے حضور مبارک ہیں۔ آج جو لوگ اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں وہ نہ قرآن عظیم کو مبشرہ خدا کی داہنے ہاتھ والی کتاب خدا مانتے ہیں اور نہ مذکورہ حضرت عیسیٰ کی نبوت کی کتاب کی کسی ایک بشارت پر عمل کرتے ہیں۔ یہ حیرت کی بات ہے اور شیطان کے بہکانے کا بیّن ثبوت ہے۔

خدا نے جناب موسیٰ کے معرفت قرآن عظیم کی بابت حسب ذیل الفاظ میں بشارت دی ہے۔

استثنا ۱۸:۱۸۔ میں اُن کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھہ سا ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالونگا اور جو کچھ میں اسے فرماؤنگا وہ سب انسے کہیگا۔

مذکورہ بالا بشارت سے ثابت ہے کہ موسیٰ کے بعد ایک موسیٰ کا ایسا نبی مبعوث ہوگا اور وہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے بنی اسمٰعیل میں سے ہوگا۔ اور خدا اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالیگا۔ حضرت ابراھیم کے صرف دو بیٹے تھے۔ اسحاق

Marfat.com

اور اسمٰعیل ان دونوں کی نسلیں آپس میں بھائی بھائی تھیں۔

حضرت موسیٰ سے لیکر حضرت عیسیٰ تک کوئی نبی موسیٰ کا ایسا صاحب شریعت نہیں ہوا۔ حضرت عیسیٰ اور ان کے پہلے کے انبیاء بنی اسرائیل جناب موسیٰ کی شریعت پہ عمل کرتے تھے یعنے خدا کے عطا کردہ ملک میں حضرت عیسیٰ تک شریعت موسیٰ جاری رہی اور تمام خدا کے بندے اس پہ عمل کرتے رہے۔

حضرت عیسیٰ کے بعد خدا کے عطا کردہ ملک میں احمد مجتبیٰ صلعم مثل موسیٰ کے صاحب شریعت نبی ہوئے۔ یہ بنی اسرائیل نہ تھے بلکہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے بنی اسمٰعیل تھے خدا کے عطا کردہ ملک میں تقریباً ۱۴ سو سال سے ان کی لائی ہوئی شریعت پہ کما حقہ عمل کیا جارہا ہے۔ اور تا قیامت کبریٰ اسی شریعت پہ عمل درآمد ہوگا۔ یہ ناقابل انکار ثبوت ہے کہ احمد مجتبیٰ صلعم جناب موسیٰ کے ایسے مبشرہ نبی تھے اور خدا نے اپنا کلام ان کے منہ میں ڈالا جسکا عربی زبان میں نام قرآن عظیم ہے۔

حضرت عیسیٰ کے شاگرد رشید جناب پطرس نے مبشرہ موسیٰ کے ایسے نبی کے مبعوث ہونے کا تعین وقت کردیا ہے یعنے مبشرہ موسیٰ کا ایسا نبی حضرت عیسیٰ کے آسمان پہ جانے کے بعد اور ان کے آنے کے قبل مبعوث ہوگا۔ دیکھو اعمال کی کتاب ۳: ۱۹۔ ۲۳۔

* احمد مجتبیٰ صلعم حضرت پطرس کے ٹھیک معینہ وقت میں نبی مبعوث ہوئے۔

Marfat.com

اور خدا نے اپنا کلام اُن کے منہ میں ڈالا جسکو عربی زبان میں قرآن عظیم کہتے ہیں۔ لہذا قرآن عظیم مبشرہ خدا کا کلام ہے جس کی بشارت خدا نے موسیٰ کی معرفت دی ہے اور قرآن عظیم اعجاز ہے جس سے اہل کتاب ساتھ دلائل کے انکار نہیں کر سکتے۔

حضرت پطرس کے مذکورہ تعین وقت سے قرآن عظیم کا کلام خدا ہونیکا ثبوت ایسا مسکت ہو گیا ہے کہ اس کا انکار ابلیس کے بھی امکان میں نہیں ہے کیونکہ حضرت موسیٰ کے بعد سے تقریباً ۳۴۰۰ سال گذر چکے ہیں سوائے احمد مجتبیٰ صلعم کے کوئی نبی نئی شریعت نہیں لایا اور خدا کے عطا کردہ ملک میں احمد مجتبیٰ صلعم کی لائی ہوئی شریعت کا تقریباً ۱۴ سو سال سے کامل نفاذ ہے۔

آج اس کرہ زمین پر بموجب جناب مسیح کی مذکورہ کتاب نبوت کی بشارت کے و نیز دیگر بشارت کے صرف ہم قرآن عظیم کو خدا کی مبشرہ داہنے ہاتھ والی کتاب اور خدا کا کلام جس کی بشارت خدا نے موسیٰ کے معرفت دی ہے مانتے ہیں اس لئے اس کرہ زمین پہ صرف ہم ہی حقیقی اور سچے عیسائی ہیں اور خدا کے حضور مبارک ہیں۔ اور آج جو لوگ اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں وہ قرآن عظیم کو مبشرہ کتاب خدا نہیں مانتے اور حضرت عیسیٰ کی مذکورہ کتاب نبوت کی کسی ایک بشارت پر بھی عمل نہیں کرتے۔

خدا نے عیسائیوں کو حضرت عیسیٰ کی مذکورہ نبوت کی کتاب کی بشارت کے مطابق

قرآن عظیم کو خدا کی مبشرہ داہنے ہاتھ والی کتاب نہ ماننے کی سزا قرآن عظیم میں حسب ذیل الفاظ میں دی ہے۔ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ اور ان لوگوں سے کہ کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ لیا ہم نے قول و قرار ان کا پس بھول گئے اس منزل من اللہ حصہ کو جس سے ان کو نصیحت کی گئی تھی پس ڈالدی ہم نے درمیان ان کے بغض اور عداوت قیامت کے دن تک کے لئے (المائدہ ۔ ۱۴) یعنے خدا نے قرآن عظیم اور احمد مجتبیٰ صلعم پر ایمان نہ لانے کی سزا میں عیسائیوں کے آپس میں بغض اور عداوت ڈالدی ہے۔ قرآن عظیم کے مبشرہ عذاب میں عیسائی تقریباً چودہ سو برس سے مبتلا ہیں اور باوجود جناب مسیح علیہ السلام کی محبت۔ حلم اور انکسار کی تعلیم کے عیسائی آپس میں برابر حیوانیت کے ساتھ لڑتے رہتے ہیں۔ گذشتہ دونوں جنگیں ایسی ہیبتناک تھیں کہ انسانوں نے پہلے خواب میں بھی نہ دیکھی تھیں۔

\ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ عیسائی اس قدر ترقی کر دہ اور حضرت مسیح کی تعلیم آغوش مادر سے حاصل کر لینے کے بعد اور کرۂ زمین پر شائستگی کے علمبردار ہونے کے مدعی ہونیکے بعد بھی آپس میں صدیوں سے برابر لڑتے رہتے ہیں لہذا یہ خدا کا مبشرہ عذاب ہے۔ اس کلوخہ انسانی دماغ اور کوشش سے نہیں ہو سکتا۔ عیسائی امن قایم کرنے کے لئے چاہے جتنی لیگیں اور کونسلیں قایم کریں

Marfat.com

وہ نہ کبھی کامیاب ہوئی ہیں اور نہ آئندہ کامیاب ہونگی کیونکہ یہ اعجاز قرآن عظیم ہے۔ تاوقتیکہ وہ توبہ نہ کریں اور حضرت علیسی کی مذکورہ نبوت کی کتاب کی بشارات کے مطابق قرآن اور احمد مجتبیٰ صلعم پر ایمان نہ لائیں۔

آج عیسائی قوموں کو غرور ہے کہ وہ اس کرہ زمین پر بڑے بڑے جنگی ہوائی جہازوں اور خوفناک توپوں۔ ایک ایک ٹن کے گولوں اور ایٹم بموں کے موجد ہیں جن سے خدا کے بندوں کو ہلاک اور خدا کی زمین کو برباد کیا جا سکتا ہے۔

چونکہ عیسائی حضرت علیسی کی مذکورہ نبوت کی کتاب کو بھول گئے ہیں اور اس کی بشارات پر غور نہیں کرتے ہیں۔ اس لئے وہ نہیں سمجھ سکے کہ موجودہ ہوائی جہاز اور توپیں اور گولے ان ہی کے لئے خدا کے مقرر کردہ عذاب ہیں جن کی بشارات حضرت علیسی کی مذکورہ کتاب نبوت میں آج سے تقریباً انیس سو سال پیشتر سے مذکور ہیں۔

قرآن عظیم کے ساتھ بغض و عداوت کی وجہ سے جو خدا نے اپنے داہنے ہاتھ والی کتاب قرآن عظیم اور یہودہ کے قبیلہ کے ببر احمد پر ایمان نہ لانے کی سزا میں عیسائیوں کے درمیان ڈالدی ہیں جنکی وجہ سے عیسائیوں میں سے بعض نے بعض کے خلاف مذکرہ خوفناک چیزیں ایجاد کیں اور انہوں نے اپنی دانست میں ایک نے دوسرے کو ہلاک اور برباد کیا مگر حقیقت میں

خدا نے سب کو ہلاک اور برباد کیا اور وہی اس طرح نافرمانوں کو ہلاک اور برباد کر رہا ہے۔

ہم ذیل میں حضرت عیسیٰ کی مذکورہ نبوت کی کتاب سے موجودہ ہوائی جہازوں اور توپوں کے بشمول عذابات جو نافرمان عیسائیوں کے لئے ہیں پیش کرتے ہیں۔ بشارات مذکورہ میں ہر بعد کی آیت پہلی آیت کے حقیقی مفہوم کو زیادہ واضح اور روشن کرتی جاتی ہے۔

کتاب مکاشفات

۹۔ باب

(۱۹۱۴ء کے ہوائی جہازوں کی بشارت)

(۱) جب پانچویں فرشتہ نے نرسنگہ پھونکا تو میں نے آسمان سے زمین پر ایک ستارہ گرا ہوا دیکھا اور اسے اتھاہ گڑھے کی کنجی دی گئی۔

مذکورہ بالا آیت میں گرے ہوئے ستارے سے مراد ایک انسان ہے جو نورِ ایمان سے خالی تھا جس طرح گرا ہوا ستارہ بے نور سیاہ پتھر سا ہو جاتا ہے۔ "اتھاہ گڑھے کی کنجی دی گئی" سے مراد یہ ہے کہ اس کو مادی سائنس کا علم دیا گیا۔

(۲) اور جب اس نے اتھاہ گڑھے کو کھولا تو گڑھے میں سے ایک بڑی

بھٹی کا سا دھواں اٹھا اور گڈھے کے دھوئیں کے باعث سورج اور ہوا تاریک ہو گئے۔

یعنے مبشرہ انسان نے مادی سائنس کے ذریعہ مادی اجزا سے ایک دھواں بنایا جسکو جب وہ آسمان پر پھیلا دیتا تو سورج اور ہوا تاریک معلوم ہوتے بادل سا چھا جاتا۔

(۳) اس دھوئیں میں سے زمین پر ٹڈیاں نکل پڑیں اور انھیں بچھوؤں کی سی طاقت دی گئی۔

مذکورہ بالا آیت میں ٹڈیوں سے مراد وہ مبشرہ ہوائی جہاز ہیں جو اس کرۂ زمین پر پہلی مرتبہ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں استعمال کئے گئے تھے۔ اس وقت ہوائی جہازوں کے اڈوں پر خاص طور سے مبشرہ کیمیائی دھواں پھیلا دیا جاتا تھا تاکہ دشمن کے ہوائی جہاز دیکھ نہ سکیں اور اڈوں پر گولے گرا نہ سکیں۔

ہوائی جہازوں کے اڈوں پر چونکہ مبشرہ کیمیائی دھواں چھایا رہتا تھا جس کے نیچے سے ہوائی جہاز نکل کر اڑتے تھے جنکے لئے تشبیہاً ٹڈیوں کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور بتایا گیا کہ مذکورہ دھوئیں سے ٹڈیاں نکل پڑیں۔

انھیں بچھوؤں کی سی طاقت دی گئی۔ کا مطلب یہ ہے کہ جسطرح بچھو کی دُم ہوتی ہے اور اسمیں ڈنک ہوتا ہے اور جب بچھو چلتا ہے تو اس کی دُم زمین پر لانبی ہو جاتی ہے تو ویسی ہی مشابہت اڑتے ہوئے ہوائی جہاز کی دُم میں

Marfat.com

نظر آتی ہے۔ ہوائی جہاز کے آخری حصہ میں بجائے ڈنک کے گولے ہوتے ہیں جہازراں جب چاہتا ہے ایک گولا گرا دیتا ہے جس سے اس وقت لوگوں کو بڑی بے چینی خوف اور دہشت ہوتی تھی۔ کیونکہ اس وقت بم پروف تہہ خانے نہیں بنے تھے اس تکلیف کو بچھو کے ڈنک مارنے کی تکلیف سے مشابہت دی ہے۔

(۴) انسے کہا گیا کہ ان آدمیوں کے سوا جن کے ماتھے پر خدا کی مہر نہیں ہے زمین کی گھاس یا کسی ہریاول یا درخت کو ضرر نہ پہنچانا۔

مذکورہ بالا آیت سے بالکل ثابت ہو گیا کہ لفظ ٹڈی مذکورہ ہوائی جہازوں کے لئے تشبیہاً استعمال کیا گیا ہے کیونکہ واضح کر دیا گیا ہے کہ وہ گھاس اور ہریاول کو ضرر پہنچانے کے لئے نہیں ہیں بلکہ صرف ان آدمیوں کو ضرر پہنچانے کے لئے ہیں جنکے ماتھے پر خدا کی مہر نہیں ہے یعنے جو مبشرہ عذاب خدا میں مبتلا ہونے کے لئے چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ اصلی ٹڈیاں صرف ہریاول کو ضرر پہنچاتی ہیں۔

(۵) اور انہیں جان سے مارنے کا نہیں بلکہ پانچ مہینہ تک لوگوں کو اذیت دینے کا اختیار دیا گیا اور ان کی اذیت ایسی تھی جیسے بچھو کے ڈنک مارنے سے ہوتی ہے مذکورہ آیت میں پانچ مہینے قمر کے ہیں جو شمس کے تقریباً کچھ دن کم پانچ سال کے برابر ہوتے ہیں۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں تقریباً کچھ دن کم پانچ سال تک لوگوں کو ہوائی جہازوں سے بڑا خوف دہشت اور بے چینی رہی مگر نقصان جان و مال کم رہا اور ۱۹۳۹ء کی جنگ عظیم میں لوگوں کو خوف و دہشت تو کم رہی لیکن نقصان

جان وہاں بہت ہوا۔

(۶) ان دنوں میں لوگ موت ڈھونڈیں گے مگر ہرگز نہ پائیں گے اور موت انسے بھاگے گی۔

مذکورہ آیت میں ۱۹۱۴ء کی جنگ کے اثرات کی بشارات ہیں جس میں نہ لڑنے والوں کو بھی اپنے گھروں میں کھانے پینے اور ہر چیز کی بڑی تکلیف تھی اور ہوائی جہازوں کا خوف سوتے جاگتے ہر وقت رہتا تھا۔

(۷) ان ٹڈیوں کی صورتیں ان گھوڑوں کی سی تھیں جو لڑائی کے لئے تیار کئے گئے ہوں اور ان کے سروں پر گویا سونے کے تاج تھے اور ان کے چہرے آدمیوں کے سے تھے۔

مذکورہ بالا آیت میں ہوائی جہازوں کی ابتدائی غرض ساخت اور حلیہ بتایا ہے۔ جب ہوائی جہاز زمین پر چلتے ہیں تو ہوائی جہاز کی اس کیفیت کو گھوڑے سے تشبیہ دی ہے اور یہ بتادیا ہے کہ یہ لڑائی کے لئے تیار کئے گئے تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ جرمنوں نے ابتدا میں ہوائی جہازوں کو لڑائی کے لئے تیار کیا تھا۔ ہوائی جہازوں کی اوپر کی چھتری کو تاج سے تشبیہ دی ہے۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں جو ہوائی جہاز استعمال ہوتے تھے ان کی یہی صورت تھی۔ اگر ہوائی جہاز کو قریب سے دیکھا جائے تو ہوائی جہاز چلانے والے کا صرف چہرہ دکھائی دیتا تھا جسکو بیان کیا ہے کہ ان ٹڈیوں کے چہرے آدمیوں کے ایسے تھے۔

(۸) اور بال عورتوں کے سے تھے اور دانت ببر کے سے۔
۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں جہاز چلانے والا ایک کنٹوپ سا سر پر پہن لیتا تھا جس سے منہ اور سر ڈھنک جاتا تھا اور آنکھوں پر ایک عینک سی چڑھ جاتی تھی اور مذکورہ کنٹوپ کے پچھلے حصہ میں بالوں کی ایک دم سی ہوتی تھی جس کو عورت کے بالوں سے تشبیہ دی ہے۔

ہوائی جہاز کے آگے کا پنکھا جب ساکت ہوتا تھا تو اس کے چاروں پروں کو شیر کے چار بڑے دانتوں سے تشبیہ دی ہے۔ یہ ۱۹۱۴ء کے ہوائی جہازوں کی بشارت ہے۔

(۹) اور ان کے پاس لوہے کے سے بکتر تھے اور ان کے پروں کی آواز ایسی تھی جیسے رتھوں اور بہت سے گھوڑوں کی جو لڑائی میں دوڑتے ہیں

مذکورہ بالا آیت میں بکتر سے مراد ایلومونیم کا ڈھکنا یا غلاف ہے جو ضرورت کے وقت ہوائی جہازوں پر فٹ کر دیا جاتا تھا۔ جس سے ہوائی جہاز اڑنے میں مچھلی کی شکل کا معلوم ہوتا تھا۔

حضرت عیسٰی کے زمانے میں ایلومونیم نہ تھا اس لئے اسے لوہے کا بتایا ہے۔ ہوائی جہاز کے پنکھوں کے لئے پروں کی تشبیہ استعمال کی گئی ہے اور ان کی آواز کو مشابہ بتایا ہے اس آواز سے جو رتھوں اور گھوڑوں کے لڑائی میں دوڑتے وقت پیدا ہوتی ہے۔

(۱۰) اور ان کی دمیں بچھوؤں کی سی تھیں اور ان میں ڈنک بھی تھے اور
اُن کی دموں میں پانچ مہینے تک آدمیوں کو ضرر پہنچانے کی طاقت تھی۔

مذکورہ بالا آیت میں ہوائی جہازوں کے آخری حصہ کے لئے بچھو کی دم کی
تشبیہ استعمال کی گئی ہے۔ جب بچھو چلتا ہے تو اس کی دم مشابہ ہوتی ہے
ہوائی جہاز کی دُم سے جب وہ ہوا میں اڑتا ہے اور بشارت مذکور میں یہ بھی
بتادیا گیا ہے کہ ان کی دموں میں ڈنک بھی تھے۔ ڈنک کی تشبیہ ہوائی جہاز
کے گولیوں کے لئے استعمال کی گئی ہے جو ہوائی جہاز کے آخری حصہ میں ہوتے
ہوتے ہیں اور جب جہازراں چاہتے ہیں ایک گولا گرا دیتے ہیں۔ اور یہ بتادیا ہے
کہ پانچ مہینے تک ان کی دُموں میں آدمیوں کو ضرر پہنچانے کی طاقت تھی۔

حضرت عیسٰی کے زمانے میں علم نجوم شباب پر تھا مختلف سیاروں کے
دن، مہینے اور سال استعمال ہوتے تھے۔ مذکورہ آیت میں پانچ مہینے قمری
کے ہیں جو شمسی کے پانچ سال سے کچھ کم ہوتے ہیں۔ یہ ۱۹۱۴ء کی جنگ کے
بشارات ہیں جو کچھ دن کم پانچ سال جاری رہی اور ہوائی جہازوں سے
گولے برسائے گئے اس کے بعد لڑائی ختم ہو گئی۔

(۱۱) اتھاگڑھے کا فرشتہ ان پر بادشاہ تھا اس کا نام عبرانی میں ابدّون
اور یونانی میں اپلیُّون ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں "اتھاگڑھے کا فرشتہ" سے مراد وہی بڑا سائنس دان ہے،

Marfat.com

جسکی پہلی آیت میں بشارت ہے۔ بادشاہ سے مراد افسرِ اعلیٰ ہے جس کا نام عبرانی میں ابدّون اور یونانی اپلیّون بتایا ہے اور جرمنی زبان میں زپلن ہوتا ہے یہ حقیقت ہے کہ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں کونٹ زپلن ہوائی جہازوں کے موجد اور افسر اعلیٰ تھے۔ یہ جنگ بھی مخصوص عیسائیوں کے آپس کی تھی اور عیسائیوں کے لئے خدا کی طرف سے عذاب الیم تھی۔ جسکا اسوقت لوگوں کو پورا احساس باقی نہیں رہا ہے۔

اگر تقوے کے ساتھ ایک دھریا یا نیچریا انسان بھی غور کرے کہ آج سے دو ہزار سال بیشتر ۱۹۱۴ء کے جنگی ہوائی جہازوں کو دیکھ کر ایک خدا کے بندے نے اس زمانے کی زبان میں جبکہ موجودہ ہوائی جہازوں کا نہ انسانی دماغوں میں خیال تھا نہ انسانی زبانوں میں ہوائی جہازوں کے کل پرزوں اور افعال اور ان کے اثرات کے لئے الفاظ تھے قدرتی تشبیہات کے ذریعہ ایسا بہترین حلیہ لکھ دیا جو دوسری زبانوں میں بھی ترجمہ ہو کر آسانی سے سمجھنے والوں کی سمجھ میں آجاتا ہے۔ اس طرزِ بیان اور تحریر کو ایمان کی تجلی سمجھئے یا روحانیت کا اعجاز کہیئے۔

کتاب مکاشفات

۹۔ باب

۱۹۱۴ء کی توپوں کی بشارت

(۱۷) مجھے اس رویا میں گھوڑے اور ان کے سوار ایسے دکھائی دیئے جنکے

Marfat.com

بکتر آگ سنبل اور گندھک کے تھے اور ان گھوڑوں کے سر ببر کے سے سر تھے اور ان کے منہ سے آگ دھواں اور گندھک نکلتی تھی۔

مذکورہ بالا آیت میں ۱۹۱۲ء کی جنگ کی توپوں کی بشارت ہے اس جنگ میں پہلی مرتبہ توپوں کو موٹر پہ فٹ کرکے استعمال کیا گیا تھا۔ جو گھوڑے کی طرح چلایا جاتا ہے اور چلانے والے کو سوار بتایا ہے۔ اور موٹر کے لئے گھوڑے کی تشبیہ استعمال کی ہے۔

جب توپ داغی جاتی ہے تو بارود کا دھواں توپ کے منہ سے نکل کر توپ کو چھپا لیتا ہے اس لئے اس دھوئیں کے لئے بکتر کی تشبیہ استعمال کی گئی ہے۔

(۱۸) ان تینوں آفتوں یعنے اس آگ، دھوئیں اور گندھک سے جو ان کے منہ سے نکلتی تھی تہائی آدمی مارے گئے۔

چونکہ توپ کے گولے تو توپ کے داغنے کے بعد انسانی آنکھوں کو دکھائی نہیں دیتے۔ جب توپ داغی جاتی ہے تو دھوئیں، آگ اور گندھک کے رنگ دھوئیں میں دکھائی دیتے ہیں۔ اور توپ کے چلنے کا باعث آگ گندھک اور سنبل ہوتی ہے جو اس وقت بھی لوگوں کو معلوم تھی اور دھوئیں میں ان چیزوں کے رنگ کے ظاہر ہونے سے پہچان لیا اور بیان کردیا اور ان ہی چیزوں کو آدمیوں کی ہلاکت کا باعث بتایا ہے۔ جن لڑنے والے لوگوں پر بشرہ توپیں داغی گئیں انہیں سے ایک تہائی آدمیوں کے مارے جانے کی خبر ہے۔ یہ بشارت ۱۹۱۲ء

کی جنگ کے بابت تھیں۔ ۱۹۳۹ء کی جنگ میں کتنے مر گئے یا آئندہ ہونیوالی خدا کے روز عظیم کی جنگ میں کتنے مریں گے۔ صرف خدا کو علم ہے۔ حضرت علیی کی مذکورہ کتاب نبوت میں صرف اتنی خبر ہے کہ پرندے بلائے جائیں گے وہ آکر مردوں کو کھائینگے۔ احمد مجتبیٰ صلعم نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ پانی برسا کر زمین کو گندگی سے صاف کریگا۔

(۱۹) کیونکہ ان گھوڑوں کی طاقت ان کے منہ اور دموں میں تھی اس لئے ان کی دمیں سانپوں کے مانند تھیں اور ان کی دموں میں سر بھی تھے ان ہی سے وہ ضرر پہنچاتے تھے۔

مذکورہ بالا آیت میں خاص توپ کے لئے جو موٹر پہ فٹ ہوتی ہے سانپ کی تشبیہ دی گئی ہے۔ جسطرح سانپ گاؤدم ہوتا ہے۔ منہ کا حصہ گولائی میں بڑا اور دم گولائی میں بتدریج کم ہوتی جاتی ہے۔ یہی کیفیت توپ کی ہوتی ہے چونکہ سانپ کی دم میں سوراخ نہیں ہوتا ہے اور توپ کی دم میں ہوتا ہے اس لئے وضاحت کر دی ہے کہ ان کی دموں میں سر تھے جس سے وہ ضرر پہنچاتے تھے۔ یہی حقیقت توپ کی ہے۔ اور یہ انکشاف بھی منکرین خدا کے لئے خدا کے موجود ہونیکا پتہ دیتا ہے۔

(۲۰) باقی آدمیوں نے جو ان آفتوں سے نہ مرے تھے اپنے ہاتھوں کے کاموں سے توبہ نہ کی۔

Marfat.com

مذکورہ بالا آیت میں بشارت ہے کہ لوگوں نے عذاب خدا یعنی ۱۹۱۴ء کی جنگ کے بعد اپنے ہاتھوں کے کاموں سے توبہ نہ کی۔ اس لئے تقریباً بیس سال کے بعد پھر وہی عذابات بڑے زور و شور کے ساتھ نازل ہوئے۔ ۱۹۳۹ء کی جنگ شروع ہوئی۔ یہ جنگ بھی خالص عیسائیوں کے آپس کی تھی۔ اس کے بعد بھی عیسائیوں نے مذکورہ خاص نافرمانی سے توبہ نہیں کی ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مذکورہ نبوت کی کتاب کی بشارات پر عمل شروع نہیں کیا ہے۔ روزمرہ کی نافرمانیاں سے توبہ کرنیوالے روزمرہ توبہ کرتے رہتے ہیں مگر حضرت عیسیٰ کی مذکورہ نبوت کی کتاب پر عمل نہ کرنا ایک ایسی نافرمانی ہے جس سے سچی توبہ کرنے والے نظر نہیں آتے۔ گذشتہ جنگ میں معدودے چند لوگوں نے اس نافرمانی پر غور ضرور کیا ہوگا۔

عام طور سے عیسائی حضرات حضرت عیسیٰ کی مذکورہ نبوت کی کتاب کو یوحنا عارف کا مکاشفہ مانتے ہیں۔ اور اس کی مندرجہ بشارات کو اس عالم میں ہونے والا نہیں بلکہ کسی روحانی عالم میں ہونیوالے واقعات تصور کرتے ہیں۔ اس خیال کی تائید میں ان کے پاس نہ کوئی عقلی دلیل ہے نہ نقلی۔

قرآن عظیم کے خدائے قدیر کی داہنے ہاتھ والی کتاب ہونیکا ناقابل انکار ثبوت

خدائے قدیر کی بشارتیں اور سزائیں حیرت انگیز طور پر سچی اور اٹل ہوتی ہیں آج سے تقریباً

۱۴۰۰ سو سال قبل خدا نے اپنے رسول کو مطلع کیا "هو الذی اخرج الذین کفروا من اهل الکتب من دیارهم لاول الحشر" اللہ نے نکالی دیا ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا اہلِ کتاب میں سے انکے گھروں سے اول الحشر یعنی پہلی قیامت تک کے لئے۔ ذالک بانهم شاقوا الله ورسوله ومن یشاق الله فان الله شدید العقاب (سورہ حشر ۲-۴) یہ بسبب اس کے ہے کہ انہوں نے مخالفت کی اللہ کی اور اس کے رسول کی اور جو کوئی مخالفت کرے اللہ کی پس بہ تحقیق اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے

جب مذکورہ خدا کی ہدایتیں نازل ہوئیں تو احمد مجتبٰے صلعم نے اعلان کیا کہ اے یہود و نصاری یہ آسمان و زمین اللہ کا ہے۔ اور تم اللہ کی داہنے ہاتھ والی کتاب قرآنِ عظیم کے اور اس کے رسول کے مخالف ہو لہذا تم اس مقدس سرزمین سے جو اللہ نے ابراہیم اور ان کی پاک آل کو عطا کی ہے جلاوطن ہو جاؤ۔

بلا جنگ و جدل عجیب حیرت انگیز طریقے سے چند دن میں مذکورہ یہود اور انصاری جلاوطن ہو گئے اور خدا کی عطا کردہ کل زمین اور تمام مقدس مقامات بلا شرکت غیرے ہمارے قبضہ میں آ گئے۔ اور اب تک ہیں۔

اس وقت اس کرہ زمین پر عیسائیوں کی بڑی سلطنتیں تھیں اور بہت بڑی اکثریت تھی ہم نہایت ہی کمزور اور بڑی اقلیت میں تھے۔ کچھ دنوں بعد تمام عیسائی متحد ہو کر ہم سے جنگِ صلیب لڑے جسکا بہت کچھ بیان آج بھی برٹش انسائیکلوپیڈیا میں موجود ہے۔ جرمنی سے صرف ۷۰ ہزار نابالغ لڑکے فتح کی دعا مانگنے کی غرض سے آئے تھے۔ مگر حیرت انگیز طریقہ سے ناکامیاب رہے مذکورہ تجربہ اور مشاہدے کے بعد سے اب تک عیسائیوں نے خدا کے مقدس مقامات کو ہم سے چھین لینے

کا قصد نہیں کیا۔ یہ وہ واقعات ہیں جن کا علم عیسائی علماء اور تعلیم یافتہ لوگوں کو خوب ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہود اور نصاریٰ کے جلاوطنی کا حکم مذکورہ فرمان خدا تقدیر کا ہے۔ اور ناقابلِ شک ثبوت ہے کہ قرآن عظیم خدا کے داہنے ہاتھ والی مُہر شدہ کتاب ہے اور ہم خدا کے حضور مبارک ہیں۔

عیسائیوں اور یہودیوں کے پاس قرآنِ عظیم کو کتابِ خدا نہ ماننے کے لئے کوئی دلیل عقلی یا نقلی کسی ایک کتابِ خدا سے نہیں ہے۔ سوائے اس شیطانی وسوسہ کے کہ وہ اپنے کو حضرت ابراہیمؑ کی بیوی کی اولاد سمجھتے ہیں اور عربوں کو کنیز زادے نیم وحشی انسان کتاب اور حکمت اور نبوت کا اہل نہیں سمجھتے ہیں۔

موجودہ عیسائی اور یہودی اپنے سابق علماء کی رائے باطل پر قائم ہیں اور حضرت عیسیٰ کی مذکورہ نبوت کی کتاب اور توریت شریف کی بشارات پر غور نہیں کرتے۔

خدا کے مذکورہ بالا حکم جلاوطنی میں اول الحشر یعنی پہلی قیامت تک کی قید ہے جو اب قریب ختم کے ہے اس لئے تھوڑے عرصہ سے یہودیوں نے عیسائیوں کی مدد سے اپنے وطن میں آباد ہونے کی کوشش شروع کی ہے وہ آباد نہیں رہ سکتے جب تک کہ وہ مذکورہ انجیل عیسیٰ یعنی نبوت کی کتاب اور قرآن عظیم پر ایمان نہ لائیں اور عنقریب انہیں ایمان لانا پڑے گا۔

قرآنِ عظیم خدا کی سابقہ کتابوں سے فرقان میں زیادہ ہدایت کرنے والا ہے

قرآنِ عظیم میں عہد نامہ قدیم اور جدید سے خدا کے موجود ہونے اور اللہ

ہر ہستی میں خدا کے صفات کے ظہور کے ثبوت عقلی دلائل کے ساتھ بکثرت ہیں جس سے ہر متقی انسان کو اطمینان قلب حاصل ہو جاتا ہے اور خدا کو سابقہ کتابوں میں زیادہ تر معجزات سے سمجھا یا گیا ہے۔

قرآن عظیم کو سمجھنے اور جاننے کے لئے قرآن عظیم میں پہلے ایمان بالغیب کی شرط ہے یعنے پہلے شہود اور غیب کے فرق کو سمجھ لینا۔ غیب عبرانی لفظ ہے اس کے معنے ہیں وہ جو حواس خمسہ سے محسوس نہ ہو اور شہود کی ہر ہستی حواس خمسہ سے محسوس ہوتی ہے۔ لہذا اللہ کے موجود ہونیکو سمجھنے کے لئے پہلے شہود اور غیب کو سمجھ لینا ضروری ہے جس کی ایک مثال حسب ذیل ہے۔

اگر ایک طرف مقناطیس پتھر رکھا جائے اور دوسری طرف لوہے کی ایک سوئی تو سوئی کھنچکر پتھر میں چمٹ جاتی ہے۔ اس واقعہ کے تجربہ اور مشاہدہ کے بعد انسان کو کئی باتوں کا علم ہوتا ہے۔

اول انسان اپنے پانچوں حواسوں سے پتھر اور سوئی کو معلوم کرتا ہے یہ دونوں عالم شہود کی ہستیاں ہیں کیونکہ ان کے موجود ہونیکا علم انسان کو اپنے پانچوں حواسوں سے ہوتا ہے۔

دوئم انسان کو مذکورہ بالا واقعہ سے ایک ایسی قوت کے موجود ہونے کا بھی علم ہوتا ہے جس کو اس کے مذکورہ پانچوں حواس محسوس نہیں کر سکتے۔

Marfat.com

بلکہ اسنے صرف اپنی آنکھوں سے سوئی کے کھنچ جانیکو دیکھ کر عقل سے سمجھا کہ کوئی قوت عالم غیب میں ضرور ہے جس نے سوئی کو کھینچ لیا اور اس نے اس کا نام قوتِ مقناطیس رکھا لیکن وہ نہیں جانتا کہ وہ قوت کیسی ہے۔ سیاہ ہے یا سفید گرم ہے یا سرد وغیرہ۔

قوت مقناطیس پتھر سے نکالی جاسکتی ہے اور لوہے میں بھری جاسکتی ہے۔ یہ صفت نہیں ہے ذات ہے۔ قوت مقناطیس غیب کی ایک ہستی ہے کیونکہ وہ انسان کو اس کے مذکورہ پانچوں حواسوں سے محسوس نہیں ہوتی مگر انسان کو قوت مقناطیس کے موجود ہونیکا جو عالم غیب کی ایک ہستی ہے ایسا ہی یقین قلبی حاصل ہوتا ہے جیسا پتھر یا سوئی کے موجود ہونے کا ہوتا ہے۔ اس کرۂ زمین کے صاحبان عقل و دانش میں قوت مقناطیس کے وجود کے بابت جب وہ تجربہ اور مشاہدہ کر لیتے ہیں تب اختلاف آرا نہیں ہوتا۔ کیونکہ معلوم کے ذریعہ سے نامعلوم کے موجود ہونیکا درجۂ حق الیقین ہو جاتا ہے۔

مثل قوت مقناطیس کے خدا بھی غیب کی ایک ہستی ہے جس طرح قوت مقناطیس کے سوئی کے کھینچ لینے کے فعل کو دیکھکر انسان قوت مقناطیس کے موجود ہونیکا یقین حاصل کرتا ہے اسی طرح انسان خدا کی حکمت اور صنعت کے بے شمار کاموں اور اس کی بے انتہا قوت کا مشاہدہ اور تجربہ کر کے

Marfat.com

خدا کے موجود ہونے کا یقین قلبی حاصل کرتا ہے۔

خدا نے اپنے موجود ہونے کے ثبوت میں میتا پیلوں کو ہدایت کی ہے۔ وَفِی اَنۡفُسِکُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ۔ اور بیچ جانوں اپنی کے کیا غور نہیں کرتے ہو۔ (ذاریات - ۲۱) یعنے جس نے اپنی جان اور جسم کی ساخت پر غور کیا وہ پہچان لیگا اپنے رب کو۔

جب انسان اپنے نفس پر غور کرتا ہے اور عالم شہود کے دیگر نفسوں پر غور کرتا ہے تو اپنے سے بہتر کسی دوسری ہستی کو صاحب ارادہ اور صاحب مقصد اور عقل و حکمت سے اپنے مقاصد کی تکمیل کرنیوالا نہیں پاتا۔ شیر۔ ہاتھی۔ بیا۔ عقاب۔ اژدھا۔ گینڈا۔ سب انسان سے مغلوب اور عقل و حکمت میں نہایت ہی کمتر ہیں۔ عناصر۔ اور سورج، چاند، ستارے وغیرہ بالکل بے عقل و شعور ہیں۔

جب انسان اپنی قدرت پر غور کرتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ وہ سب کام اپنے ارادے سے کرتا ہے مگر سانس اپنے ارادے سے نہیں لیتا وہ خود بخود چلتی ہے۔ جب انسان غور کرتا ہے کہ اس کی سانس کیونکر چلتی ہے اور اس کے چلنے کا مقصد کیا ہے تو سمجھ میں آتا ہے کہ انسان کے بن جانے کے بعد اس کو باحواس اور زندہ رکھنے کے لئے بناوٹ کے لحاظ سے اس کی سانس کا چلنا ضروری تھا اور سانس چلانے کی غرض سے انسان کا دل اور پھیپھڑا

Marfat.com

بڑی بڑی حکمت اور صنعت سے بنایا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے دل برابر خون پھینکتا رہتا ہے۔ پھیپھڑا پھیلتا اور پچکتا رہتا ہے۔ اور ہوا بھرتی اور نکلتی رہتی ہے۔ دل اور پھیپھڑا دونوں برابر اپنا کام کرتے رہتے ہیں اسی کو سانس چلنا کہتے ہیں۔

انسان کے دل اور پھیپھڑے کی بناوٹ میں بڑی سوچی سمجھی حکمت اور صنعت ہے جس سے سوچا سمجھا نتیجہ پیدا ہوتا ہے یعنی انسان کی سانس چلتی ہے۔ مذکورہ حکمت وصنعت جس سے سانس چلتی ہے نہ کسی سانس لینے والی ہستی کی ہو سکتی ہے نہ کسی عنصر کی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ تمام عناصر بے شعور ہیں۔ دو یا کئی بے شعور مل کر باشعور نہیں ہو سکتے۔ چاند سورج اور ستارے وغیرہ بھی بے عقل وشعور ہیں لہذا عقل انسانی بعد مذکورہ مشاہدات اور تجربات کے حکم کرتی ہے کہ جب انسان کے دل اور پھیپھڑے کی بناوٹ میں اعلیٰ حکمت وصنعت موجود ہے جس سے کما حقہ تکمیل منشاء ہوتا ہے تو کوئی ہستی صاحب ارادہ صاحب منشاء بڑی حکیم اور بڑی صانع بھی ضرور موجود ہے جو مثل قوت مقناطیس کے غیب میں ہے اور مثل قوت مقناطیس کے صرف اپنی اعلیٰ حکمت اور صنعت کے کاموں سے جانی اور پہچانی جاتی ہے۔ اسی کو پاکستانی زبان میں خدا کہتے ہیں۔

جس طرح سوئی کے کھینچ لینے کے فعل سے قوت مقناطیس کے موجود

Marfat.com

ہونیکا جو غیب میں ہے یقین قلبی حاصل ہوتا ہے اسیطرح انسان کی سائنس چلنے کا منشاء اور بڑی حکمت و صنعت سے تکمیل منشاء کا تجربہ اور مشاہدہ کرکے ایک متقی انسان خدا کے موجود ہونیکا یقین قلبی حاصل کرتا ہے۔ انسان قوت مقناطیس اور خدا دونوں کو صرف اپنی عقل سے معلوم کرتا ہے اور اپنے مذکورہ پانچوں حواسوں سے معلوم نہیں کر سکتا۔

خدا ہی انسان کا رزاق ہے

جب انسان کی بناوٹ اس کے ماں کے پیٹ میں اس درجہ پر پہنچتی ہے کہ اس کی آنتیں۔ جگر۔ گردے اور مثانہ اپنا اپنا کام کریں تو تھوڑے عرصہ پہلے سے ماں کے سینہ میں دودھ اترآتا ہے وہی بچہ انسان کا رزق ہوتا ہے۔ غور طلب یہ ہے کہ (۱) یہ دودھ کہاں سے آیا (۲) کیونکر بنا (۳) کس نے بنایا۔

(۱) یہ ظاہر ہے کہ مذکورہ دودھ ماں کی چھاتیوں سے نکلتا ہے بڑے بڑے حکیموں نے غور و فکر کرکے اتنا سمجھا ہے کہ ماں جو غذا کھاتی ہے اس سے بڑی حکمت و صنعت سے پہلے نمکین لال خون بنتا ہے اور ضرورت کے وقت اسی نمکین لال خون میں سے بڑی حکمت و صنعت سے کچھ سفید میٹھا دودھ بن جاتا ہے۔

خدا کی پیدا کردہ اشیاء کی غذا سے نمکین لال خون اور پھر نمکین لال خون سے سفید میٹھا دودھ بنانے کی حکمت و صنعت کس کی ہے ؟

کسی انسان کی تو ہو نہیں سکتی ۔ نہ کسی دوسرے جاندار کی ۔ نہ تمام عناصر میں سے کسی عنصر کی ہو سکتی ہے کیونکہ وہ سب بے عقل و شعور ہیں ۔ آفتاب چاند اور ستارے وغیرہ بھی بے شعور ہیں لہذا عقل انسانی حکم کرتی ہے کہ جب ایک اعلیٰ حکمت و صنعت موجود ہے جس سے تکمیل منشاء کا اظہار ہوتا ہے تو کوئی بڑا صاحب ارادہ و صاحب منشاء اور بڑا حکیم اور بڑا صانع بھی ضرور موجود ہے ۔ وہ مثل قوت مقناطیس کے غیب میں ہے اسی کو پاکستانی زبان میں خدا کہتے ہیں ۔ اور وہی رزاق حقیقی ہے ۔

خدا ہی انسان کا حافظ حقیقی ہے

جب انسان ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے تو کسی چیز کو جانتا اور سمجھتا ہوا نہیں ہوتا ۔ بالکل بے علم ہوتا ہے ۔ نہ بول سکتا ہے نہ اشارہ کر سکتا ہے اس کے ماں باپ اس کی بھوک، پیاس اور درد و دکھ کا خیال کرتے ہیں ۔ مگر اس کے ماں باپ کا یہ فعل اختیاری نہیں ہوتا ۔ ماں باپ میں بچہ کے لئے خود بخود ایک جذبہ محبت پیدا ہو جاتا ہے جس کے سبب سے وہ بڑی زحمتیں اٹھا کر بچے کی حفاظت کرتے ہیں ۔ بچہ کی حفاظت نہ کرنا گویا ان کے اختیار میں نہیں ہوتا ۔

Marfat.com

ان حقیقتوں پر غور کرکے عقل انسانی حکم کرتی ہے کہ انسان کا حقیقی محافظ ماں باپ کے علاوہ کوئی اور ہے۔ جس نے ماں باپ میں بچہ کے لئے جذبۂ محبت پیدا کرکے بچے کی حفاظت کردی ہے اور وہ وہی خدا ہے جس نے سانس لینے کے لئے انسان کا دل اور پھیپھڑا بنایا تاکہ وہ سانس لے کر باقی اس اور زندہ رہ سکے اور اس کی پرورش کے لئے اس کی ماں کے سینہ میں دودھ پیدا کردیا تاکہ وہ دودھ پی کر بڑھے اور زندہ رہے۔ اور تمام خطروں اور ضرروں اور برائیوں سے ماں باپ کے ذریعہ سے حفاظت کردی۔

خدا ہی انسان کو جلاتا اور مارتا ہے

ایک زمانہ آتا ہے کہ انسان کو آنکھوں سے کم دکھائی دینے لگتا ہے۔ بال سفید ہونے لگتے ہیں۔ دانت ہلنے اور گرنے لگتے ہیں۔ باوجود تمام علاجوں دواؤں اور کوششوں کے وہ جوانی کی قوت واپس نہیں آتی۔ موت قریب آتی جاتی ہے۔ اسباب سب وہی ہوتے ہیں جن میں وہ جوان ہوا تھا۔ اور جن میں بہت سے جوان ہو رہے ہیں۔ ہزاروں برس سے انسان زندہ رہنے کی کوشش کر رہا ہے۔ مگر عمر حیات روز بروز کم ہوتا جاتا ہے۔

مذکورہ تجربات اور مشاہدات سے ہر منتقی انسان کو یقین کامل ہوجاتا ہے کہ گو انسان بہت سے کاموں کی قدرت رکھتا ہے مگر خدا بڑا ہی قدرت اور طاقت

Marfat.com

والا ہے۔ انسان کو جب اور جیسا چاہے بنائے اور جب تک چاہے زندہ رکھے اور جب چاہے مار ڈالے کوئی روک نہیں سکتا۔ خدا کے موجود ہونے کے ثبوت میں مذکورہ ہدایت قرآن۔ "اور کیا تم غور نہیں کرتے اپنے نفسوں پر" ایک بڑا اعجاز ہے۔ جس کی مثل و نظیر دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ منکرین خدا کے لئے یہ بڑی دلیل ہے۔

خدا ایک ہے

خدا کے ایک ہونے پر جب ایک مومن تمام انسانوں کی ہستیوں پر غور کرتا ہے تو اس کو یہ نظر آتا ہے کہ میرے حواس خمسہ کے آلے یعنی دیکھنے سننے چکھنے اور چھونے کے اعضاء کی متناسب ساخت اور صورت ساخت اور جس حکمت اور صنعت سے تکمیل منشاء کی گئی ہے وہ مجھ میں اور میرے ماں باپ میں اور کرہ زمین کے تمام انسانوں میں ایک سے ہیں اور تمام انسانوں کے پیدا ہونے کے زندگی اور موت کے اسباب و طریقے ایک سے ہیں۔ لہٰذا عقل انسانی حکم کرتی ہے کہ تمام انسانوں کا صانع اور حکیم ایک ہے۔ جسکو خدا کہتے ہیں۔ دیگر جانداروں بشمول ہاتھی۔ بکری وغیرہ کے دیکھنے سننے، زندہ رہنے اور مرنے کے طور طریقے جو بظاہر کچھ مختلف معلوم ہوتے ہیں مگر غور کرنے سے ثابت ہو جاتا ہے کہ انسان اور تمام جانداروں کا خالق ایک ہے۔ اسی کو پاکستانی زبان میں خدا کہتے ہیں۔

چونکہ یہ کتاب اہل کتاب کے لئے لکھی گئی ہے جو ایک خدا کو مانتے تھے اور ہیں اس لئے خدا کے ایک ہونے کے مسئلہ پر تفصیلی روشنی نہیں ڈالی گئی ہے صرف سمجھنے کیلئے اصول پیش

Marfat.com

کر دیئے ہیں۔

بادلوں کی حقیقت اور گرج مینہ کا برسنا اولوں کی ساخت اور بجلی کی چمک کے بابت

قرآنی تعلیم

آج سے تقریباً چودہ سو سال قبل خدا کے عطا کردہ ملک میں ترقی کردہ قوموں میں عیسائی علم و دانش میں ممتاز تھے مگر بادلوں کی حقیقت اور ان کی گرج۔ مینہ کا برسنا اور بادلوں کی ساخت اور بجلی کی چمک کی حقیقت سے آگاہ نہ تھے۔ بجلی کو خدا کا عذاب سمجھتے تھے اور ڈرتے تھے۔

مذکورہ ناسمجھی کے دور میں خدا نے قرآن عظیم کے سورہ نور کی آیت ۴۳ میں بادلوں کی حقیقت اور ان کی گرج۔ مینہ کے برسنے کے اسباب اور اولوں کی ساخت اور بجلی کی چمک کے بابت حسب ذیل تعلیم دی ہے۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُزْجِیْ سَحَابًا۔ کیا نہیں دیکھا تو نے کہ اللہ بادلوں کو چلاتا ہے۔ یعنے کیا تم نے غور نہیں کیا کہ اللہ کس طرح بادلوں کو چلاتا ہے۔ غور کرنے سے تجربات اور مشاہدات کے بعد متقین کی عقل حکم کرتی ہے کہ اللہ ہوا کے ذریعے سے بادلوں کو چلاتا ہے۔ اور جدھر چاہتا ہے لیجاتا ہے۔

ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیْنَهٗ۔ پھر جمع کرتا ہے ان کو ایک جگہ۔ یعنے اللہ ہوا کے ذریعہ

Marfat.com

سے بادلوں کو ایک جگہ پر اکھٹا کر دیتا ہے۔ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَامًا۔ پھر کر دیتا ہے ان کو تہہ بہ تہہ۔ یعنے کچھ بادل نیچے اور کچھ بادل اوپر ان کے مختلف ہواؤں سے چل کر ایک مقام پر جمع ہو جاتے ہیں۔

فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ۔ پھر دیکھتا ہے تو بوندیاں مینہ کی ان کی درازوں سے برستی ہیں۔ یعنے مینہ برسنے لگتا ہے۔ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ۔ مینہ برستا ہے آسمان سے پہاڑوں سے اٹھکر یعنے پہاڑوں کے کھڈوں سے پانی بھاپ بنکر بلند ہوتا ہے اور بادل بنجاتا ہے۔ پھر یہی بادل ٹھنڈک سے مینہ کی بوندیاں بنکر آسمان سے گرتی ہیں۔ پانی سے بھاپ اور بھاپ سے بادل اور بادل سے مینہ اور اولے بنے اور برسنے کا تجربہ اور مشاہدہ پہاڑوں پر آسان طریقے سے ہو جاتا ہے۔ دوسرے مقامات پر دقتیں اور دشواریاں حائل ہوتی ہیں۔

فِيهَا بَرَدٍ۔ آسمان میں سرد طبقات ہیں۔ یعنے جہاں بادل پہنچ کر منجمد ہو جاتے ہیں۔

فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ يَشَاءُ۔ پس بادلوں کو اللہ جہاں چاہتا ہے لے جاتا ہے اور جہاں سے چاہتا ہے ہٹا لے جاتا ہے یعنے جہاں پر اللہ چاہتا ہے بادلوں کو برساتا ہے اور جہاں پر چاہتا ہے نہیں برساتا اور ہٹا لے جاتا ہے۔

Marfat.com

يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ۔ بجلی کی چمک آنکھوں کو چوندھیا دیتی ہے ۔ متقین کا تجربہ اور مشاہدہ ہوتا ہے کہ رگڑ سے آگ پیدا ہوتی ہے ۔ اس لئے عقل حکم کرتی ہے کہ جب بادل مذکور تہہ بہ تہہ ایک مقام پر جمع ہو جاتے ہیں اور ٹھنڈک کی وجہ سے منجمد ہو کر مخالف ہواؤں سے ایک دوسرے کے مخالف چلکر ایک دوسرے سے رگڑ کھاتے ہیں ۔ رگڑ سے آگ پیدا ہوتی ہے جسکو دیکھکر لوگ کہتے ہیں کہ بجلی چمکی ۔ اور دیکھنے والوں کی آنکھیں چوندھیا جاتی ہیں ۔ اور مذکورہ بادلوں کی رگڑ سے جو آواز پیدا ہوتی ہے اس کو لوگ کہتے ہیں کہ بادل گرج رہے ہیں ۔

مخالف ہواؤں سے مذکورہ بادل ایک دوسرے کے مخالف چلکر جب ٹکراتے ہیں تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں اگر بہت بلندی پر ٹکرائیں تو وہ منجمد ٹکڑے جو چھوٹے ہوتے ہیں وہ زمین پر آتے آتے پانی کی بوندیاں بن جاتے ہیں اگر ٹکڑے بڑے ہوئے تو زمین پر پہنچنے پر بھی منجمد رہتے ہیں اور اولوں کی شکل میں بڑے یا چھوٹے ہوتے ہیں اور آسمان سے آتے آتے ہوا کے اثر سے گول ہو جاتے ہیں ۔

خدا نے بادلوں کی ساخت اور ان کی گرج کی آواز مینہ اور اولوں کی حقیقت اور بجلی کی چمک کے بابت آج سے تقریباً ۱۴ سو سال قبل قرآن عظیم میں مذکورہ بالا تعلیم دی تھی ۔ جبکہ اس وقت کے عیسائی اور یہودیوں نے تسلیم نہیں کیا مگر آج

صدیوں کے مشاہدات اور تجربات کے بعد اس کرۂ زمین کے تعلیم یافتہ یہود اور نصاریٰ نے قرآن عظیم کی مذکورہ تعلیم کردہ حقیقت کو صحیح تسلیم کر لیا ہے اور نیچر اسٹڈیز کے نام سے طلاب کے نصاب تعلیم میں شامل کر لیا۔ یہ ہے قرآن عظیم کے صانع عالم کے کلام ہونیکا اعجاز۔

قرآن عظیم کی مذکورہ بالا تعلیم بیّن ثبوت ہے کہ قرآن عظیم احمد مجتبیٰ صلعم کی جو ان پڑھ تھے اور عرب تھے جو نیم وحشی انسان خیال کئے جاتے تھے بنائی ہوئی کتاب نہیں ہے بلکہ حضرت عیسٰی کی مذکورہ نبوت کی کتاب کی بشارت کے مطابق خدا کی داہنے ہاتھ والی مبشرہ کتاب ہے۔ اور ہم اس پہ ایمان رکھتے ہیں۔ مگر جو لوگ اپنے کو عیسائی کہتے ہیں وہ اس پر ایمان نہیں لائے ہیں۔ اور مذکورہ نبوت کی کتاب کی کسی ایک بشارت پر بھی عمل نہیں کرتے اس لئے اس کرۂ زمین پر صرف ہم ہی حقیقی اور سچے عیسائی ہیں اور خدا کے حضور مبارک ہیں

خدا کے موجود اور رزاق عالم ہونیکا معہ دلایل عقلیہ قرآنی ثبوت

وَآيَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ۔ اور نشانی ہے واسطے ان کے زمین مردہ زندہ کیا ہم نے اس کو اور نکالے ہمنے اسمیں سے دانے (اناج) پس اس میں سے کھاتے ہیں (یٰسین - ۳۳)

مذکورہ آیت قرآن میں اللہ نے اپنے موجود اور رزاق عالم ہونے کے

ثبوت میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہم ہی مردہ زمین کو پانی برسا کر زندہ کرتے ہیں اور اس میں سے پودے اگا کر دانے یعنی اناج پیدا کرتے ہیں جنکو جاندار کھا کر زندہ رہتے ہیں ورنہ سب بھوکوں مر جائیں ۔

اگر انسان اللہ کے مذکورہ دعوی پر غور وفکر کرے تو خدا کے موجود اور رزاق عالم ہونے کے دلائل عقلی پانی کے برسنے اور بیجوں کے اُگنے۔ بیجوں کی ساخت اور منشا ساخت اور حیرت انگیز حکمت و صنعت سے تکمیل منشاء اور ان کے ہر فصل میں اگانے کی تدبیروں میں خود بیّن طریقوں سے تجربوں اور مشاہدوں میں آجاتے ہیں اور خدا کے موجود اور رزاق عالم ہونیکا حق الیقین حاصل ہو جاتا ہے۔

ہر انسان کا تجربہ اور مشاہدہ ہوتا ہے کہ بیجوں سے درخت اور پودے اُگتے ہیں اور اگنے کا ایک موسم ہوتا ہے لیکن بہت کم انسان غور کرتے ہیں کہ پانی سے اور بیجوں سے درخت اور پودے کیونکر اگتے ہیں اور ان کے اگنے کا مقصد کیا ہے اور خشک زمین میں کیوں نہیں اگتے۔ جو لوگ ایسی بنیادی باتوں پر غور کرتے ہیں ان کو خدا کے موجود اور رزاق عالم ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔

مثلاً ہم ایک سیم کا بیج لیکر غور کریں تو اس کے اوپر ایک پتلا سا چھلکا ہوتا ہے۔ دیکھو تصویر

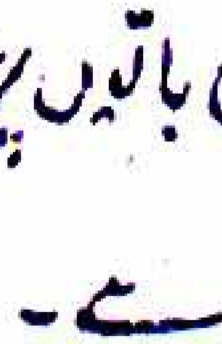

عـ۱

عـ۱ جب ہم اس کے اوپر کے چھلکے کو چھیل ڈالتے ہیں تو اس کے اندر سے ایک سفید مغز نکلتا ہے۔ یہ مغز دو حصوں میں منقسم ہوتا ہے یہ دونوں حصے علیحدہ علیحدہ بنے ہوتے ہیں مگر ایک دوسرے سے چپکے ہوتے ہیں

Marfat.com

اور ان کے منہ کے جوڑ پر ایک ننھا سا سوراخ ہوتا ہے اور ایک انکھوا ہوتا ہے جو
دونوں حصوں سے ہم جسم ہوتا ہے اور باہر کی طرف گھوما ہوتا ہے۔

ع۲

دیکھو تصویر ع۲

اگر ہم ایک مغز کو تری کی حالت میں کھولیں تو اس کے دونوں حصے بہ آسانی ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں۔ دونوں حصوں کے درمیان پودا ہوتا ہے جسکی جڑ انکھوے کی صورت میں باہر نکلی ہوتی ہے اور پھننگی بدلی ہوئی خفیف شکل میں دونوں حصوں کے درمیان موجود ہوتی ہے جیسا کہ تصویر ع۳ سے ظاہر ہوتا ہے۔

ع۳

جب ہم مسلم سیسم کے بیج کو نم زمین میں بوتے ہیں تو زمین کی تری سے اس کا انکھوا زمین کے اندر اندر بڑھنے لگتا ہے اور اسمیں ریشے پیدا ہو کر جڑیں بننے لگتی ہیں اور پھننگی کا حصہ بھی اندر بڑا ہونے لگتا ہے اور بیج کا سفید مغز بھی تر و تازہ ہو کر موٹا ہونے لگتا ہے اور رفتہ رفتہ چھلکے کو توڑ کر زمین کے باہر نکل آتا ہے بعدہٗ کھل جاتا ہے اور پودے کی پھننگی بڑی ہو کر باہر نکل آتی ہے اسمیں پہلے صرف دو پتیاں ہوتی ہیں جو پہلے سے خفیف شکل میں موجود تھیں جسکی تصویر ع۴ ہے۔

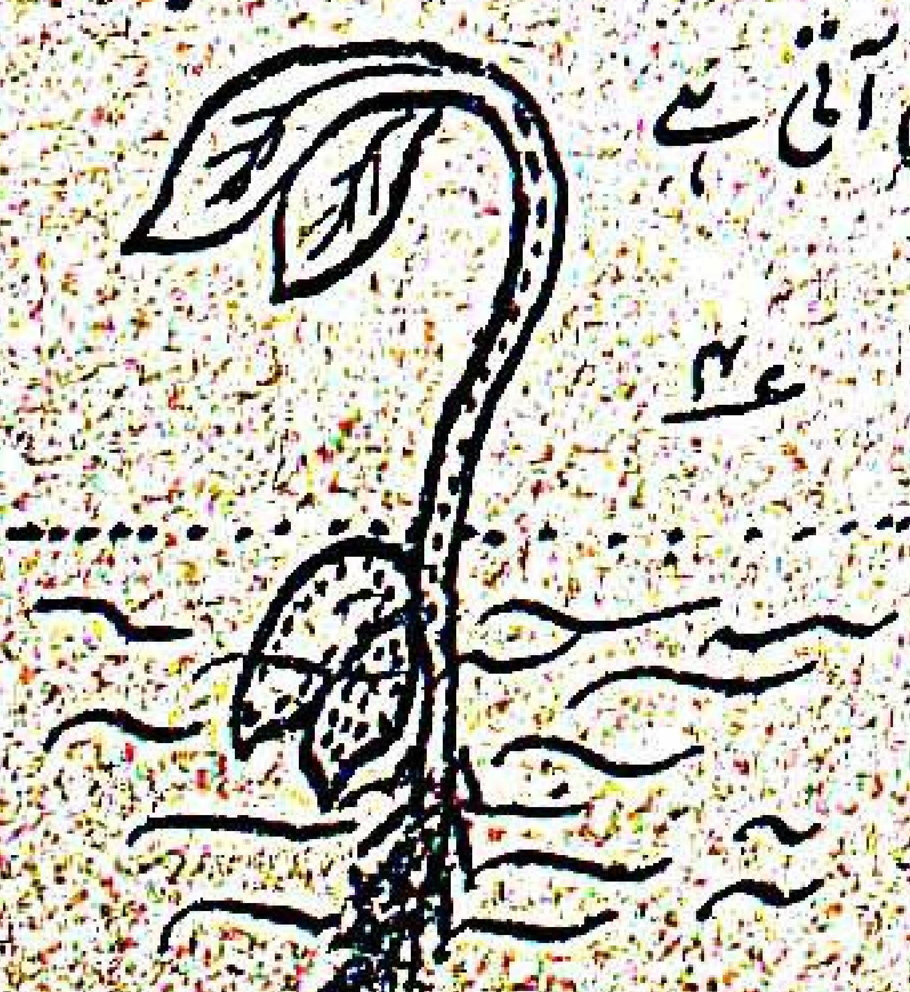

ع۴

مذکورہ دونوں پتیوں کے درمیان سے نئی پتیاں مع ڈنٹھل کے نکلتی ہیں اور پودا بڑھتا ہے۔

Marfat.com

اور مغز خشک ہو کر گر جاتا ہے۔ کچھ عرصہ میں یہی پودا بڑھتے بڑھتے ایک لامبی بیل ہو جاتا ہے جسمیں سینکڑوں سیمیں لگتی ہیں اور ہر سیم میں متعدد بیج ہوتے ہیں اور ہر بیج میں سیم کا ایک مکمل پودا ہوتا ہے۔ یہ سلسلہ غیر متنہاہی ہوتا ہے۔ زمین ایک ہوتی ہے۔ پانی ہوا اور حرارت بھی ایک ہی ہوتی ہے۔ مگر ہر قسم کا بیج اپنا اپنا پودا نکالتا ہے۔ جو بڑھتا ہے پھولتا ہے اور پھلتا ہے۔ انسان کی سمجھ میں ابتک نہیں آیا کہ کس حکمت اور صنعت سے خدا نے بیج کو بنایا ہے کہ ہر بیج میں بے شمار بیج مع مکمل پودوں کے نہاں ہوتے ہیں اور بے شمار برسوں سے نکلتے چلے آئے ہیں۔ اس نکتہ پر غور کر کے ایک متقی کی نظر اللہ کی بے انتہا وسیع حکمت پر جاتی ہے بس وہ اللہ اکبر کہہ کر متحیر رہ جاتا ہے۔

دوسری قابل غور بات یہ بھی ہے کہ مذکورہ بیج اور اس کا مغز اور اس کے اندر کا پودا مع جڑ کن اجزاء سے بنایا گیا ہے اور وہ زمین میں دب کر تری پاکر سڑ کر مٹی نہیں ہو جاتا بلکہ اسمیں نمو پیدا ہوتا ہے۔ زمین۔ پانی اور ہوا کی مدد سے ایک لمبی بیل مع سیموں کے بنجاتی ہے۔ اگر ہم سیم کی بیل کے کسی دوسرے حصہ کو سکھا کر نم زمین میں دبادیں تو وہ گل کر مٹی ہو جائیگا۔

غور کرنے سے معلوم ہوا کہ سیم کا بیج اور اس کے اندر کا پودا مع جڑ مخصوص اجزاء سے اور روغن سے بنا ہے۔ یہ اجزاء کتنے ہیں اور کون کون ہیں

Marfat.com

اور کس نسبت سے ملائے گئے ہیں اور وہ روغن کن اجزاء سے مرکب ہے ابتک بہت کم معلوم ہوئے ہیں۔

مذکورہ بیج بڑھکر زمین سے باہر نکل کر ہوا کے اثر سے دھوپ میں خشک ہوکر گر جاتا ہے مگر پودا جو بیج کے اندر ہوتا ہے بڑھتا ہے پھولتا ہے اور پھلتا ہے ایسی ہی حکمت اور صنعت۔ جو، چنا اور گیہوں وغیرہ میں بھی ہے اور وہ خاص خاص موسموں میں اگتے ہیں اور وہ موسم بھی انسان یا عالم شہود کی کسی ہستی کے بس کے نہیں ہیں۔

جسطرح انسان قوت مقناطیس کے سوئی کے کھینچ لینے کے فعل کو مشاہدہ کرکے عقل سے جانتا اور سمجھتا ہے کہ کوئی قوت غیب میں ضرور ہے جس نے سوئی کو کھینچ لیا۔ بعینہ اسی طرح تمام بیجوں میں اعلیٰ حکمت اور صنعت اور تدبر کے ذریعہ تکمیل منشاء کا تجربہ اور مشاہدہ کرکے کہ وہ محض جانداروں کے کھانے اور زندہ رہنے کے لئے بنائے گئے ہیں وہ کھاتے ہیں اور زندہ رہتے ہیں۔ اگر آج مذکورہ نظام گڑبڑ یا ساکت ہو جائے تو تمام جاندار بھوکوں مرجائیں۔

قرآن کے سمجھنے والے مومنین محض سنکر نہیں۔ ظن اور قیاس سے نہیں عقل سے تجربات اور مشاہدات کرکے خدا کو جو غیب میں ہے بڑا حکیم اور صانع اور بڑا مدبر اور رزاق عالم تسلیم کرتے ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ قرآن عظیم کی مذکورہ تعلیم محض عقل میں بڑا اعجاز ہے۔ انسان جتنا ہی غور کرے اتنے ہی معلومات کے ذریعے

Marfat.com

زیادہ بلند تر نظر آتے ہیں۔ یہ منکرین خدا کے لئے بڑی دلیل عقلی ہے۔

خدا کے صانع عالم ہونے کا قرآنی ثبوت

آج سے تقریباً ۱۴ سو سال قبل تمام کرۂ زمین کے اہل علم و دانش کا یقین تھا کہ ہمارا کرۂ زمین قائم ہے اور سورج اس کے ارد گرد گھومتا ہے اسی وجہ سے جب سے اب تک تمام قوموں کی زبانوں میں بولا جاتا ہے کہ سورج نکلا اور غروب ہوا۔ مگر حقیقت کے لحاظ سے یہ غلط تھا۔

جب قرآن عظیم نازل ہوا تو اللہ نے قرآن میں مذکورہ مسئلہ نجوم پر حسب ذیل حقیقتوں کا اظہار کیا۔

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۚ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ (نمل - ۸۸) اور دیکھتا ہے تو پہاڑوں کو اور گمان کرتا ہے تو ان کو جمے ہوئے اور وہ چل رہے ہیں مثل بادلوں کی چال کے۔ یہ صنعت ہے اللہ کی جس نے محکم بنایا ہر چیز کو۔

خدا نے مذکورہ آیات میں بتایا ہے کہ پہاڑ جمے ہوئے یعنی ساکت نہیں ہیں بلکہ مثل بادلوں کی چال کے چل رہے ہیں لہذا عقل انسانی حکم کرتی ہے کہ جب پہاڑ چل رہے ہیں تو کل کرۂ زمین چل رہا ہے۔ یہ خدا کی محکم صنعت ہے۔ اور سورج کی بابتہ صانع عالم نے بتایا ہے۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۔ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ۔ لَا الشَّمْسُ يَنبَغِي لَهَا أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۔ (یٰسین ۔ ۳۸،۳۹)

اور سورج چلا جا رہا ہے اپنی جائے قرار کی طرف ۔ یہ بڑے علم والے کا مقرر کیا ہوا ہے ۔ اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ پھرتا مثل پرانی شاخ کھجور کے اور سورج کے لئے ممکن نہیں ہے کہ ٹکرا جاوے چاند سے نہ رات آگے نکلنے والی ہے دن سے اور ہر ایک آسمان میں چل رہا ہے ۔

مسئلہ نجوم پر مندرجہ بالا ہدایات خدا سے ثابت ہے کہ ہمارا کرۂ زمین چل رہا ہے اور سورج اپنی جائے قرار کی طرف سیدھا چلا جا رہا ہے ۔ اب غور طلب یہ ہے کہ ہمارا کرۂ زمین کدھر چل رہا ہے ۔ کیونکہ صانع عالم خدا نے بتا دیا ہے کہ رات دن سے آگے نہیں نکلتی اور رات و دن کے ذکر کا تعلق ہمارے کرۂ زمین سے ہے

رات و دن ہمارے کرۂ زمین پر سورج کی وجہ سے واقع ہوتے ہیں لہذا عقل انسانی حکم کرتی ہے کہ ہمارا کرۂ زمین اپنے محور پر گھومتا ہے ۔ ہمارے کرۂ زمین کا جو حصہ سورج کے سامنے آجاتا ہے وہاں دن ہو جاتا ہے اور پچھلے حصہ میں رات ہو جاتی ہے ۔ یہی انسانی تجربہ اور مشاہدہ ہے لہذا ہمارا کرۂ زمین اپنے محور پر گھومتا ہوا اور سورج کے گرد منزلیں طے کرتا ہوا سورج کے ساتھ رہتا ہے

Marfat.com

ورنہ دن اور رات غائب ہو جاتے کیونکہ سورج اپنی جائے قرار کی طرف سیدھا چلا جا رہا ہے۔

مذکورہ بالا آیات میں خدا نے چاند کی گردش کا ذکر کیا ہے کہ وہ مثل پرانی شاخ کھجور کے یعنی بیضاوی شکل میں آفتاب کے گرد منزلیں طے کرتا ہے۔ چاند کی گردشوں کی حقیقت جو صانع عالم نے آج سے تقریباً ۱۴ سو سال پہلے بتائی تھیں جبکہ اس وقت کے اہل علم و دانش سمجھنے سے عاجز تھے کیونکہ وہ یہی سمجھے ہوئے تھے کہ کرہ زمین قائم ہے اور آفتاب اس کے اور گرد گھومتا ہے مگر آج تقریباً ۱۴ سو سال کے تجربات اور مشاہدات پر غور کر کے اس کرۂ زمین کے اہل علم و دانش نے تسلیم کر لیا کہ ہمارا کرۂ زمین بے شک اپنے محور پر گھومتا ہے اور سورج کے گرد منزلیں طے کرتا ہے اور سورج مع ہمارے کرۂ زمین کے اور دیگر سیاروں کے کئی میل فی سکنڈ کی رفتار سے ایک طرف تیز چلا جا رہا ہے اور سابق کی یہ تحقیق کہ زمین قائم ہے اور آفتاب اس کے گرد گھومتا ہے غلط تھی۔ یہ تھا اعجاز قرآن پاک

خدا کے موجود اور عالم غیب ہونیکا قرآنی ثبوت

آج سے تقریباً چودہ سو سال قبل احمد مجتبیٰ صلعم کو جانچنے کے لئے علماء یہود اور نصاریٰ نے ذی القرنین کے بابتہ سوال کیا جسکا جواب خدا نے قرآن عظیم میں دیا ہے جسکی مختصر حسب ذیل ہے۔

جب ذی القرنین مشرق کی طرف گئے اور زمین کی اس آخری حد پر پہنچے جہاں سے آفتاب نکلتے دکھائی دیتا ہے یعنی ساحل بحر الکاہل جہاں پر دو سلسلہ پہاڑ ہیں جنکے بیچ میں سے ایک قدرتی راستہ تھا مذکورہ پہاڑوں کے اس پار ایک قوم رہتی تھی جو اس وقت کی عربی زبان میں یاجوج اور ماجوج کہی جاتی تھی۔

مذکورہ پہاڑوں کے اس پار جو قوم آباد تھی اس کے بادشاہ اور سرداروں نے حضرت ذی القرنین سے یاجوج اور ماجوج کے ظلم کی شکایت کی اور کہا کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دیجئے۔ حضرت ذی القرنین نے تائید ایزدی سے مذکورہ دونوں پہاڑوں کے درمیان ایک دیوار بنا دی جو بہت لمبی اور چوڑی ہے اور دنیا بھر میں دیوار چین کے نام سے مشہور ہے۔

خدا نے احمد مجتبیٰ صلعم کے ذریعہ مکہ معظمہ کے مشرقی رخ حضرت ذی القرنین کا جانا اور دیوار مذکور کا بنانا بتایا ہے اور سوائے دیوار چین کے مکہ معظمہ کے مشرق میں کوئی دوسری حیرت انگیز دیوار نہ کبھی تھی اور نہ اب ہے لہٰذا مذکورہ دیوار چین ہی مبشرہ دیوار ہے۔

جب دیوار مذکور تیار ہو گئی تو مذکورہ بادشاہ اور اس کے سردار اور حضرت ذی القرنین دیوار مذکور کو دیکھنے گئے تو حضرت ذی القرنین نے مذکورہ دیوار کے اس حصہ کیطرف جو اسوقت تک تیار ہو چکا تھا متوجہ کر کے کہا کہ اب ناممکن ہے کہ یاجوج اور ماجوج اس دیوار کو پار کر کے یا نقب لگا کر ادھر آ کر فساد کر سکیں

Marfat.com

اور فرمایا قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ۔ (کہف ۔ ۹۸) یہ رحمت ہے میرے رب کی پس جب آئیگا میرے رب کے وعدے کا وقت ہو جائے گی یہ دیوار ریزہ ریزہ اور میرے رب کا وعدہ ایک روز پورا ہونا ضرور ہے ۔

مذکورہ بشارت میں دیوار مذکور کا جو یاجوج اور ماجوج کی روکتھ کے لئے بنائی گئی تھی جب ایک روز ریزہ ریزہ ہو کر اڑ جانا ضرور تھا تو یاجوج ماجوج کا پھر ادھر آکر فساد کرنا بھی عقلاً رب کے مذکورہ وعدے کا جز لاینفک تھا جو ساتھ ہی ساتھ پورا ہونیوالا تھا ۔

مذکورہ بشارت کو مبشرہ دیوار چین کے ریزہ ریزہ ہو کر اڑ جانے تک سمجھنے کے لئے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ یاجوج اور ماجوج کون تھے اور وہ لوگ اسوقت کس نام سے مشہور ہیں اور اب ان کی سرزمین کا کیا نام مشہور ہے ۔ یہ حقیقت صرف توریت شریف سے معلوم ہوسکتی ہے جو دنیا میں سب سے پرانی اور پہلی کتاب ہے ۔ جو لکھی گئی ہے ۔ توریت شریف عبرانی زبان میں ہے ۔

توریت شریف کتاب پیدائش ۔ ۱: ۲ و ۴ ۔ بنی یافث یہ ہیں جمر اور ماجوج و مادی اور یونان اور توبل اور مسک اور تیراس ۔ (۴) قوموں کے جزیرے ان ہی کی نسل میں بٹ کر ہر ایک زبان کے مطابق مختلف ملک اور گروہ ہو گئے ۔

حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے ۔ تیسرے بیٹے کا نام یافث تھا

Marfat.com

جنکے سات بیٹے تھے ان کے نام مذکورہ بالا آیت میں دیئے ہوئے ہیں جنمیں سے جمر اور ماجوج اس وقت زیر تحقیق ہیں۔ ان میں ماجوج کا نام وہی ہے جو قرآن میں مذکور ہے۔

دوسری یاد رکھنے کے قابل بات یہ ہے کہ یافث کے مذکورہ ساتوں بیٹے بموجب مذکورہ بالا چوتھی آیت کے جزیروں میں آباد ہوئے اور جزیرے سمندر میں ہوتے ہیں جسکا نام مذکورہ آیت میں قوموں لکھا ہے۔

قرآن عظیم میں ذی القرنین کے مکہ معظمہ کے ٹھیک مشرق کی سمت آخر حد زمین تک جانے کا ذکر ہے جو اس وقت ساحل بحرالکاہل کہلاتا ہے۔ لہذا قوموں اور الکاہل ایک ہی سمندر کے نام ہیں۔ اور قوموں بحرالکاہل کا تقریباً ۳۳۰۰ سال کا پرانا عبرانی نام ہے اور بحرالکاہل عربی نام ہے۔

صحیفہ حزقی ایل ۳۸: اور ۲۔ اور خداوند کا کلام مجھکو پہنچا اور اسنے کہا اے آدم زاد تو جوج کے مقابل جو ماجوج کی سرزمین روش اور مسک اور توبل کا سردار ہے اپنا منہ کھول اور اس کے خلاف نبوت کر۔

صحیفہ حزقی ایل عبرانی زبان میں ہے مگر توریت کی زبان سے ۱۷۰۰ سو سال بعد کی زبان ہے کیونکہ حضرت حزقی ایل نبی تقریباً ۱۷۵۳ سال جناب نوح کے بعد اور ۹۷۷ سال جناب موسیٰ کے بعد مبعوث ہوئے۔ ان کے صحیفہ کی مذکورہ بالا آیت میں ہم کو ماجوج اور مسک اور توبال کے وہی نام ملتے ہیں جو توریت میں یافث کے

Marfat.com

بیٹوں کے نام مذکور ہیں۔ مگر جمر اور تیراس کے بجائے صحیفہ حزقی ایل میں جوج اور روش لکھا ہے۔ یہاں پر عقل انسانی حکم کرتی ہے کہ چونکہ انسانی زبانیں بدلتی رہتی ہیں اور زبانوں کے ساتھ نام بھی بدلتے ہیں لہٰذا حضرت حزقی ایل کے زمانے میں جمر کا نام بدل کر جوج ہوگیا تھا اور تیراس بدل کر روش ہوگیا تھا۔ جیسے دلی سے دہلی اور اب ڈہلی ہوگیا ہے مگر ماجوج اور توبال اور مسک کے نام اپنی اصلی حالت پر رہے۔

ابتداء میں یہ نام افراد واحد کے تھے پھر ان کے خاندان ان ہی ناموں سے مشہور ہوئے۔ پھر وہی خاندان بڑے بڑے قبیلے بن گئے جو اپنے اپنے اجداد کے ناموں سے مشہور رہے۔ پھر قبیلوں سے قومیں بن گئیں اور اپنے اجداد اعلیٰ کے نام سے مشہور رہیں۔

حضرت حزقی ایل نبی کے صحیفہ کی مذکورہ بالا آیت سے دوسرا تیجہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تمام جزیرے جنمیں بنی یافث آباد ہوئے تھے حضرت حزقی ایل کے زمانہ میں ماجوج کی سرزمین یعنے ایک ملک کے نام سے مشہور ہوگئے تھے اور اس سرزمین کی یعنے ملک کی سرداری قوم جوج کو حاصل ہوگئی تھی۔ قوم جوج نسل سے جمر کی جو یافث کے پہلے بیٹے تھے۔ یافث کے باقی بیٹوں کی نسلوں پر یہ لوگ سردار ہوگئے تھے۔

حضرت حزقی ایل نبی کے تقریباً ۱۱۵۰ سال بعد احمد مجتبیٰ صلعم مبعوث ہوئے

ان پر قرآن عظیم نازل ہوا اس کے سورہ کہف میں یاجوج اور ماجوج کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ ان ناموں میں ماجوج کا نام وہی ہے جو توریت شریف میں لکھا ہوا ہے اور صحیفہ حزقی ایل میں بھی یہی نام لکھا ہوا ہے۔ یہاں پر عقل حکم کرتی ہے کہ ماجوج کا نام ابتدا سے احمد مجتبیٰ صلعم کے زمانے تک ملک عرب میں اپنی اصلی حالت پر رہا مگر جمر کا نام حضرت حزقی ایل کے زمانے میں بدل کر جوج ہو گیا تھا اور اس کے تقریباً ۱۱۵۰ سال بعد احمد مجتبیٰ صلعم کے زمانے میں لفظ جوج بدلکر یاجوج ہو گیا تھا مگر ماجوج پھر بھی اپنی اصلی حالت پر رہا یعنے توریت شریف کے مندرجہ نام جمر اور ماجوج احمد مجتبیٰ صلعم کے زمانے تک ملک عرب میں بدلکر یاجوج اور ماجوج ہو گئے تھے۔

مذکورہ بالا تحقیق کے بعد واقعات پر نظر کرتے ہوئے عقل انسانی حکم کرتی ہے کہ نوحؑ کے بیٹے یافث کے ساتوں بیٹوں کی نسلیں جو رفتہ رفتہ مخلوط ہو کر ایک قوم بنتی جاتی تھیں اور جسکی سرداری حضرت حزقی ایل کے زمانے میں ہی قوم جوج کو حاصل ہو چکی تھی اس کے بعد رفتہ رفتہ یافث کے باقی بیٹوں کی نسلیں قوم جوج میں جذب ہو گئیں اور ایک قوم بن گئی جو جوج کے نام سے مشہور ہو گئی۔

مذکورہ قوم جوج آج تقریباً احمد مجتبیٰ صلعم کے ۱۳ سو سال بعد تمام جزائر بحر الکاہل میں چین میں اور ہندوستان میں جاپانی قوم کے نام سے مشہور ہو گئی ہے اور اس قوم کے ملک کو اسوقت جاپان کہا جاتا ہے۔ جو حقیقت میں مجموعہ ہے بہت سے جزیروں کا۔ موجودہ جاپانی قوم کہا جاتا ہے کہ ۲۵ سو سال سے مجمع الجزائر جاپان

Marfat.com

پر حکمران ہے لہذا عقل انسانی حکم کرتی ہے کہ الفاظ جاپانی اور جاپان مشتق ہوئے ہیں لفظ جوج سے جو صحیفہ حزقی ایل میں مذکور ہے۔ اور لفظ جوج بدلا ہوا نام ہے جمر کا جو توریت میں مذکور ہے اور توریت کے مذکورہ نام جمر اور ماجوج احمد مجتبیٰ صلعم کے زمانہ میں بدل کر ملک عرب میں یاجوج اور ماجوج بولے جاتے تھے۔

موجودہ جاپانی قوم کا قرآن عظیم کے مبشرہ یاجوج اور ماجوج ہونے کے قدرتی ثبوت حسب ذیل موجود ہیں۔ (۱) قرآن عظیم کے مبشرہ یاجوج اور ماجوج بموجب توریت شریف کے طوفان نوح کے بعد سے قرآن عظیم کی مبشرہ سمت میں یعنی مکہ معظمہ کے مشرق میں جا بحضرت ذی القرنین گئے تھے جہاں سے سورج نکلتے دکھائی دیتا ہے جو زمین کی آخری حد ہے یعنے ساحل بحرالکاہل کے جزیروں میں آباد ہوئی تھی۔ اور موجودہ جاپانی قوم ابتدا سے مبشرہ جزیروں ہی میں آج بھی رہتی ہے لہذا موجودہ جاپانی قرآن عظیم کے مبشرہ یاجوج اور ماجوج ہیں۔

(۲) قرآن عظیم کی بشارت کے مطابق حضرت ذی القرنین نے یاجوج اور ماجوج کی روکش کے لئے ایک دیوار بنائی تھی جو دیوار چین کے نام سے آجتک موجود ہے اور قوم یاجوج اور ماجوج دیوار کے اس پار کی قوم کا نام ہے اور موجودہ جاپانی قوم مذکورہ دیوار کے اس پار کی قوم ہے لہذا موجودہ جاپانی قوم قرآن عظیم کی مبشرہ یاجوج اور ماجوج ہے۔

(۳) حضرت ذی القرنین نے دیوار مذکور کے بنانے کے بعد بشارت دی تھی

کہ جب آئے گا میرے رب کے وعدے کا وقت ہو جائے گی یہ دیوار ریزہ ریزہ۔ عقل حکم کرتی ہے کہ دیوار مذکورہ کے جو یاجوج اور ماجوج کی روکش تھی ریزہ ریزہ ہو کر مٹ جانے کے بعد یاجوج اور ماجوج پھر دیوار کے اس پار آکر فساد کریں گے۔ اور موجودہ جاپانی قوم تے جو مبشرہ دیوار کے اس پار کی قوم ہے گذشتہ جنگ میں دیوار مذکورہ کے دو میل لمبے حصہ کو ڈائنامیٹ سے اڑا دیا اور دیوار کے اس پار آکر چینیوں کو جو وہاں کی قدیم قوم ہے نہایت بے دردی سے ۹ سال تک قتل و غارت کیا لہٰذا موجودہ جاپانی قوم قرآن عظیم کے مبشرہ یاجوج اور ماجوج ہیں جو پہلے بھی ادھر آکر فساد کرتے تھے اور مذکورہ دیوار کے مٹ جانے کے بعد پھر آکر فساد کیا۔

قرآن عظیم کی بشارت کہ جب آئے گا میرے رب کے وعدے کا وقت ہو جائے گی یہ دیوار ریزہ ریزہ کما حقہ پوری ہوئی کیونکہ مبشرہ دیوار چین کا ۲ میل کا لمبا حصہ ڈائنامیٹ سے ریزہ ریزہ ہو کر بیک وقت اڑ گیا۔

آج سے تقریباً چودہ سو برس قبل موجودہ ڈائنامیٹ کے لئے نہ انسانی دماغوں میں خیال تھا نہ انسانی زبانوں میں الفاظ تھے مگر اسوقت قرآن عظیم میں دکّاء کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جسکے معنی آج لغت کشوری میں بھی جو اردو کا لغت ہے ریزہ ریزہ ہو کر اڑ جانا اور زمین کا ہموار ہو جانا تحریر ہیں۔ یہی صحیح تعریف ڈائنامیٹ کے فعل کی ہو سکتی ہے اس لئے عقل تسلیم کرتی ہے کہ مذکورہ دیوار چین کے ریزہ ریزہ ہو کر اڑ جانے کی بشارت جو بہت صدیوں بعد ہونے والی تھی اور ہوئی اور بشارت مذکورہ میں دکاء

کے لفظ کا استعمال خدائے عالم الغیب کا ہے۔ یہ ثبوت ہے کہ قرآن عظیم بلاشک و شبہ خدا کی مبشرہ داہنے ہاتھ والی کتاب ہے اور صحن عقل میں بڑا اعجاز ہے۔

اس کرۂ زمین پر آج صرف ہم ہی حضرت عیسیٰ کی نبوت کی کتاب کے مطابق قرآن عظیم پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ خدا کی نازل کردہ کتاب ہے مگر آج جو لوگ اپنے کو عیسائی کہتے ہیں وہ قرآن عظیم پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ وہ مذکورہ حضرت عیسیٰ کی نبوت کی کتاب کی کسی ہدایت پر عمل کرتے ہیں۔ اس لئے اس کرۂ زمین پر اس وقت صرف ہم ہی حقیقی اور سچے عیسائی ہیں اور خدا کے حضور مبارک ہیں۔ حضرت عیسیٰ کی مذکورہ نبوت کی کتاب کے پہلے باب کی تیسری آیت کی یہی بشارت ہے۔

خدا کے موجود اور بڑا ہی حکمت والا ہونیکا قرآنی ثبوت

قرآن عظیم میں ہے وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (روم۔ ۲۷) خدا کی ہے صنعت بلند آسمان کی ہر ہستی میں موجود اور ظاہر اور وہ ہے بڑا قوی حکمت والا۔

خدا کا مذکورہ دعویٰ نہایت وسیع ہے۔ خدا نے قرآن عظیم میں اپنے مذکورہ دعوے کے اجزاء کر کے بھی سمجھایا ہے جن میں سے چند حسب ذیل ہیں۔ اللہ نے قرآن عظیم میں اپنے موجود اور عزیز الحکیم ہونے کے ثبوت میں متقین کو زمین کی ہستیوں میں سے پہلے اونٹ کے منشاء تخلیق اور جس حکمت اور صنعت سے تکمیل منشاء کی گئی ہے غور کرنے کی

ہدایت کی ہے۔ اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ (الغاشیہ ۱۷)
کیا انسان غور نہیں کرتے اونٹ پر کہ اونٹ کو کس منشار کے ماتحت کیسی حکمتوں اور صنعتوں سے خلق کیا گیا ہے۔

جب ایک متقی انسان اونٹ کے پاؤں پر غور کرتا ہے تو بمقابلہ اس کی پنڈلی کے اس کے پاؤں کا تلوا قطر میں بہت بڑا اور کھرکھرا ہوتا ہے جو کسی قدر پھیلتا اور سکڑتا ہے اور جب اونٹ بالو پہ پاؤں رکھتا ہے تو اس کے کھرکھرے تلوے بالو کے ذروں کو پاؤں کے نیچے سے نکلنے نہیں دیتے۔ دبا لیتے ہیں۔

اگر یہ پاؤں نوکدار ہوتے یا مثل گھوڑے کے سم کے سخت اور چکنے اور چھوٹے ہوتے تو بوجھ اور حرکت کی وجہ سے بالو میں دھنس جاتے اور اونٹ بالو پہ چلنے کا اہل نہ رہتا۔ تکمیل منشا نہ ہوتی یعنی اونٹ بالو پہ چل نہ سکتا۔

اونٹ کے پاؤں کی منشا، ساخت اور حکمت وصنعت سے تکمیل منشا پہ غور کر کے عقل انسانی حکم کرتی ہے کہ اونٹ کا تلوا خاص طور سے بالو پہ چلنے کی غرض سے بنایا گیا ہے اور کامیاب بنا ہے اونٹ بالو پہ خوب چلتا ہے۔

عالم شہود کم از کم چار عناصر (۱) مٹی (۲) پانی (۳) آگ (۴) ہوا سے بنا ہے۔ تمام عناصر جتنے بھی اب تک معلوم ہوئے ہیں وہ سب بے عقل و شعور ہیں نہ ان میں ارادہ ہے نہ غرض نہ حکمت وصنعت ہے جیسے بے عقل شعور بلکہ باشعور نہیں ہو سکتے لہٰذا غور طلب یہ ہے کہ اونٹ کے تلوے کی ساخت کی مذکورہ حکمت وصنعت جس سے تکمیل منشا

Marfat.com

کیا حقیقت یہی ہے کس عقیل اور باشعور کی ہے۔؟

یہاں پر عقل انسانی حکم کرتی ہے کہ علاوہ عالم شہود کی ہستیوں کے کوئی بڑی ہستی صاحب ارادہ و منشا بڑی حکیم و صانع غیب میں ہے جسکے مذکورہ صفات اونٹ کے پاؤں اور تالووں میں موجود اور ظاہر ہیں۔ اسی ہستی کو پاکستانی زبان میں خدا کہتے ہیں۔

اونٹ کے پیٹ میں ایک تھیلی ہوتی ہے جس میں اونٹ پانی بھر رکھتا ہے یہ تھیلی دوسرے جانوروں کے پیٹ میں نہیں ہوتی۔ اگر اونٹ کو کچھ عرصہ تک پانی نہ ملے تو وہ مذکورہ تھیلی کے پانی سے زندہ رہتا ہے اور سفر کر سکتا ہے۔

مذکورہ تھیلی کی منشا ساخت اور حکمت و صنعت سے تکمیل منشا پر غور کرکے عقل انسانی حکم کرتی ہے کہ خالق نے اونٹ کو مخصوص ریگستان کے لئے خلق کیا ہے جہاں پانی کمیاب ہوتا ہے تاکہ تھوڑے عرصہ تک اگر اونٹ کو پانی نہ ملے تو مر نہ جائے اور اس میں بلا تازہ پانی پیئے چلنے کی طاقت رہے۔ اسی سبب سے اونٹ بلا پانی عرصہ تک چل سکتا ہے۔ ییں

مذکورہ تھیلی کی منشا ساخت اور حکمت و صنعت سے تکمیل منشا پر ذاتی کرکے عقل انسانی حکم کرتی ہے کہ جب تکمیل منشا حکمت و صنعت سے بندہ خلق کیا ہوئی ہے تو بے عقل و شعور عناصر کے علاوہ کوئی صاحب منشا و حکیم ہے جس نے سوچ سمجھ کر بڑی دور اندیشی سے مذکورہ تھیلی

نہ سورج ہمارے روشنی کم دیتی اٹھ

ہے اور وہ انسان اور عالم شہود کی ہر ہستی سے بڑا ہے۔ اسی کو پاکستانی زبان میں خدا کہتے ہیں۔

اونٹ کی پیٹھ پر کوہان ہوتا ہے اور اس میں چربی جمع رہتی ہے۔ تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہوا ہے کہ اگر اونٹ کو کچھ عرصہ تک چارہ نہ ملے تو مذکورہ چربی جسم میں صرف ہوتی رہتی ہے اور اونٹ بلا کھائے چلتا رہتا ہے۔ جب یہ چربی چارہ نہ ملنے کی وجہ سے جسم میں صرف ہو جاتی ہے تو چارہ ملنے کے بعد پھر بنجاتی ہے۔ یہ حیرت انگیز تدبیر اور صنعت ہے۔

مذکورہ کوہان کی ساخت سے ثابت ہو گیا کہ خالق عالم نے اونٹ کو ریگستان کے لئے خلق کیا ہے جہاں دور دور چرندوں کے لئے چارہ نہیں ہوتا تاکہ وہ بلا کھائے ہوئے کچھ عرصہ تک چل سکے اور خطرے سے نکل آوے۔ اور اونٹ بلا کھائے کچھ عرصہ تک چل سکتا ہے۔

اونٹ کے کوہان کی ساخت کا منشاء اور حکمت و صنعت سے تکمیل منشاء کا مشاہدہ کر کے عقل انسانی حکم کرتی ہے کہ بے عقل و شعور عناصر کے علاوہ کوئی بڑا دانا حکیم و صانع ضرور ہے جس نے اونٹ کے کوہان کو سوچ سمجھ کر ریگستان کے لئے اور انسانوں کے لئے بنایا ہے۔ اسی ہستی کو پاکستانی زبان میں خدا

عناصر

غرض جو عالم شہود کی تمام ہستیوں سے افضل ہے مگر ایسا اونٹ نہیں بن سکتا

بنا سکتا جو اپنی زندگی قایم رکھنا جانتا ہو اور اپنی نسل قایم رکھنا جانتا ہو۔

انسان اسوقت تک صرف اتنا سمجھ سکا ہے کہ اونٹ کے ہر نطفہ میں ایک مکمل اونٹ مع ہر عضو کے اور صفت کے لطیف حالت میں نہاں رہتا ہے اور موافق اسباب سے بڑا ہوکر مکمل اونٹ نمایاں ہو جاتا ہے۔ ہر مکمل اونٹ میں متعدد نطفے ہوتے ہیں اور ہر نطفہ میں مکمل اونٹ ہوتا ہے اور یہ سلسلہ غیر متناہی ہوتا ہے۔

مذکورہ نطفہ کن عناصر سے بنا ہے اور وہ حکمت و صنعت کیسی ہے جس سے نطفہ کے خفیف نقطہ میں مکمل اونٹ اور اس اونٹ میں بھی نطفے مع مکمل اونٹوں کے موجود ہوتے ہیں۔ یہ عقل انسانی کی رسائی سے باہر ہے۔ متقی انسان انتہا تک سمجھنے سے مجبور رہ کر اللہ اکبر کہہ دیتا ہے۔ یہ قرآنی تعلیم کا اعجاز ہے۔ خدا کے منکرین کے لئے باعث ہدایت ہے۔

خدا نے اپنے موجود، خالق اور حکیم اور صانع عالمین ہونے کے ثبوت میں متقی انسانوں کو آسمان اور اس کی بلندی پر غور کرنے کی ہدایت کی ہے۔ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ۔ کیا انسان غور نہیں کرتے آسمان پر کہ وہ کیسا بلند خلق کیا گیا ہے۔ (الغاشیہ ۱۸)

صاحب غور و فکر انسانوں نے جانچا اور حساب لگایا ہے کہ سورج ہمارے کرہ زمین سے ۹۲۷۰۰۰۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ سورج کی روشنی کم و بیش آٹھ

منٹ میں ہمارے کرۂ زمین تک پہنچتی ہے۔

نجم قطب شمالی کی روشنی ہمارے کرۂ زمین تک دس ہزار سال میں پہنچتی ہے۔ لہذا جب سورج کی روشنی جو ہمارے کرۂ زمین سے نو کروڑ ستائیس لاکھ میل کے فاصلہ پر ہے تقریباً آٹھ منٹ میں ہمارے کرۂ زمین تک پہنچتی ہے تو نجم قطب شمالی ہمارے کرۂ زمین سے کتنے میل کے فاصلہ پر ہوگا جبکہ اس کی روشنی ہمارے کرۂ زمین تک دس ہزار سال میں پہنچتی ہے۔ مذکورہ فاصلہ کے میلوں کی تعداد معلوم کرنے میں مروجہ علم حساب کی مقررہ حدیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد یہ معلوم کرنا کہ نجم قطب شمالی کے بعد کتنے میلوں کا فاصلہ ہے۔ اس کو سوچتے ہی میں عقل انسانی بیکار ہو جاتی ہے۔ یہ آسمان کی بلندی کے بابت موجودہ انسانی عقل یا علم کی حد ہے اور انسان لاچار ہو کر اللہ اکبر کہہ دیتا ہے۔ یہ قرآنی تعلیم کا اعجاز ہے۔

انسان کسی غرض کی تکمیل کے لئے جب ارادہ کرتا ہے تو بغیر حکمت وصنعت سے تکمیل غرض کرتا ہے جب انسان خدا کے منشا پر اور بے مثل حکمت وصنعت سے تکمیل منشا پر غور کرتا ہے تو اس کا خیال تھک جاتا ہے اور اس کو اللہ اکبر کہنا پڑتا ہے۔

آسمان کے پھیلاؤ کی حدیں بھی ایسی ہی ناقابل رسائی عقل انسانی ہیں جیسا کہ اس کی بلندی ہے۔ اہل علم ودانش کی تحقیق ہے کہ آسمان میں ابھی کے بڑے بڑے ٹکڑے ہیں اور بے شمار ہیں۔

Marfat.com

اہل یورپ نے بحر ہند کی پیمایش کی ہے اور بیان کرتے ہیں کہ اگر ہم بحر ہند کے بیچ میں ایک مٹر کا دانہ رکھ دیں تو جو نسبت مٹر کے دانہ کو بحر ہند سے ہوگی وہی نسبت بحر ہند کو مذکورہ ایتھر کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑے سے نظر آتی ہے یعنے بحر ہند مذکورہ ایتھر کے ایک ٹکڑے کے مقابلے میں ایسا ہی چھوٹا نظر آتا ہے جیسا مٹر کا دانہ بحر ہند کے مقابلہ میں چھوٹا معلوم ہوتا ہے لہذا آسمان کے پھیلاؤ کی حد بھی مثل آسمان کی بلندی کے انسان کی عقل کی رسائی کی حد کے باہر ہے۔

آسمان میں کچھ اجسام حرکت کرنے والے نظر آتے ہیں۔ زہرہ، مشتری، چاند، مریخ، زحل وغیرہ۔ مگر یہ ناممکن ہے کہ یہ ہستیاں حرکت کرتے میں اپنے مقررہ فاصلہ سے ایک دوسرے سے قریب یا دور ہو جائیں۔ یہ خدا کے بلند تدبر اور اعلیٰ حکمت و صنعت کا نتیجہ ہے جس سے بہترین تکمیل منشاء ہوئی ہے۔

آسمان کی بلندی اور پھیلاؤ اور اس میں بے شمار اجسام۔ بعض متحرک اور بعض قائیم اور ان سب کے ایک اٹل نظام پر جب انسان غور کرتا ہے تو عقل انسانی حکم کرتی ہے کہ ضرور کوئی ہم سے بڑا صاحب ارادہ اور منشاء بڑا مدبر۔ بڑا حکیم اور بڑا صانع موجود ہے جسکی یہ کاریگری ہے اور وہ ہمسے اور تمام کائینات سے اکبر ہے۔ اسی کو پاکستانی زبان میں خدا کہتے ہیں۔

خدا نے انسان کو اپنی صورت پر خلق کیا ہے یعنے تھوڑی تھوڑی اپنی سی

صفات عطا کی ہیں۔ انسان بھی دیکھتا ہے۔ سنتا ہے۔ بناتا ہے۔ بگاڑتا ہے۔ صاحب حکمت و صنعت اور قدرت والا ہے وغیرہ وغیرہ۔ انسان اپنی ان صفات کیوجہ سے خدا کو سمجھ سکا کہ خدا بڑا دیکھنے والا۔ بڑا سننے والا۔ بڑا بنانیوالا۔ بڑا بگاڑنے والا۔ بڑا حکیم، صانع اور خالق وغیرہ ہے۔

خدا اگر انسان کو مذکورہ صفات عطا نہ کرتا تو مثل ایک مادر زاد اندھے کے جو نہیں سمجھ سکتا کہ دیکھنے کی صفت کیا ہے کیسے اور کیا دیکھا جاتا ہے۔ اسی طرح انسان بھی اپنے خدا کی کسی صفت کو نہ سمجھ سکتا اور نہ خدا کو پہچان سکتا کیونکہ خدا غیب میں ہے اور غیب کی ہستیاں صرف اپنے افعال اور صفات سے پہچانی جاتی ہیں۔

جسطرح قوت مقناطیس کی ذات کو انسان اپنے حواس خمسہ سے ادراک نہیں کر سکتا کیونکہ وہ غیب میں ہے مگر انسان نے اس کے سوئی کے کھینچ لینے کے فعل سے عقل سے معلوم کیا کہ کوئی قوت غیب میں ضرور ہے جس نے سوئی کو کھینچ لیا بعینہ اسی طرح انسان اپنی ہستی میں اور عالم شہود کی تمام ہستیوں میں خدا کی حکمت اور صنعت اور ان سے تکمیل منشاء کا تجربہ اور مشاہدہ کر کے حق الیقین حاصل کرتا ہے کہ ضرور کوئی ہستی بڑا صاحب منشاء، مدبر، حکیم، صانع اور خالق ہے جسکی صفات ہر ہستی میں ظاہر اور موجود ہیں۔ مگر مثل قوت مقناطیس کی ذات کے اس کی بھی ماہیت کا علم انسان کو نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ غیب میں ہے۔

Marfat.com

ہے۔ اسی کو پاکستانی زبان میں خلا کہتے ہیں۔

خدا نے اپنے موجود اور خالق عالم ہونے کے ثبوت میں منکرین کو متوجہ کیا ہے پہاڑوں کی طرف وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۔ (الغاشیہ - ۱۹) کیا انسان غور نہیں کرتے پہاڑوں پر کہ وہ کیونکر نصب کئے گئے ہیں۔ انسان غور کرنے سے سمجھ لیتا ہے کہ پہاڑوں کے ذرّے بمقابلہ زمین کے ذرّوں کے ایک دوسرے سے زیادہ چپکے ہوتے ہیں۔ مٹی کے ہر ذرّہ میں ایک کو دوسرے سے کشش ہوتی ہے کیونکہ جب ہم مٹی کے ذرات کو ہوا میں اڑاتے ہیں یا پانی میں بہاتے ہیں تو وہ ہوا اور پانی میں قائم نہیں رہتے ہیں بلکہ اپنے مرکز زمین کی طرف کھنچ کر جمٹ جاتے ہیں۔ پہاڑوں کے ذرات میں ایک کو دوسرے سے زیادہ کشش ہوتی ہے اور زیادہ نمایاں ہوتی ہے۔

مٹی کے ذروں میں کشش کا خلق کرنا اعلیٰ منشاء و بلند تدبیر اور حکمت کی بات ہے کیونکہ اگر مٹی کے ذرات میں سے ایک کو دوسرے سے کشش معدوم ہو جائے تو قیامت آجائے۔ ہمارا کرہ زمین ہوا میں منتشر ہو جائے۔ انسان کا پتہ نہ لگے۔ انسان کی خلقت کا منشاء فوت ہو جائے۔ مذکورہ کشش کی وجہ سے انسان اور زمین کی ہر ہستی کی بقا ہے اور حیات ہے اور تمام زمین کی ہستیاں قائم ہیں۔

ہوائی جہاز سے جب لوگ کشش زمین کے پار ہو جاتے ہیں تو وزن باقی

Marfat.com

نہیں رہتا کیونکہ کشش زمین معدوم ہو جاتی ہے۔ ہوا جدھر چاہے لے جائے اگر انجن کی قوت نہ ہو تو کرۂ زمین پر واپس آنا محال ہو جائے۔

پہاڑوں کے ذرّوں میں زیادہ کشش اور مٹی کے ہر ذرہ میں ایک کو دوسرے سے کشش ثبوت ہے ایک اعلیٰ منشاء اور بلند حکمت وصنعت اور تدبّر سے تکمیل منشاء کا۔ جسکے تجربہ اور مشاہدہ کے بعد عقل انسانی حکم کرتی ہے کہ کوئی بڑا صاحب منشاء اور بڑا حکیم اور بڑا صانع اور مدبّر غیب میں موجود ہے اور وہ انسان اور تمام عالم شہود کی ہستیوں کا خالق ہے۔ اسی کو پاکستانی زبان میں خدا کہتے ہیں۔

اللہ نے اپنے موجود اور خالق عالم ہونے کے ثبوت میں متقی انسانوں کو متوجہ کیا ہے زمین کی طرف۔ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ (الغاشیہ۔ ۲۰) کیا انسان غور نہیں کرتے زمین پر کہ وہ کیونکر مسطح خلق کی گئی ہے۔

بادی النظر میں زمین کہیں پر مسطح اور کہیں پر اونچی نیچی نظر آتی ہے مگر حقیقت میں زمین مثل نارنگی کے گول ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ سمندر میں جب ایک جہاز دوسرے جہاز کے قریب آتا ہے تو پہلے اس کا دھواں دکھائی دیتا ہے بعد کچھ دیر کے اس کا مستول دکھائی دیتا ہے اس کے بعد جہاز نظر آنے لگتا ہے اس تجربہ اور مشاہدہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مذکورہ جہاز پہلے نیچے پڑا تھا اور رفتہ رفتہ اونچا ہو کر سامنے آتا گیا۔ جب مذکورہ جہاز پہلے جہاز کے قریب سے گذر جاتا ہے

۔۔۔ تو رفتہ رفتہ پہلے جہاز نظروں سے غائب ہوتا ہے۔ پھر مستول نظروں سے غائب ہو جاتا ہے پھر دھواں بھی نظروں سے غائب ہو جاتا ہے یعنے جہاز مذکور بتدریج نیچے کو چلا جاتا ہے۔

اسی طرح اگر کسی میدان میں الاؤ لگا ہو تو پہلے دور سے دھواں دکھائی دیتا ہے جب دیکھنے والا الاؤ کے قریب پہنچتا ہے تو اس کی آگ نظر آنے لگتی ہے اس کے بعد دیکھنے والا الاؤ تک پہنچ جاتا ہے پھر جب دیکھنے والا الاؤ کو چھوڑ کر آگے چلتا ہے تو پہلے الاؤ نظروں سے غائب ہو جاتا ہے پھر رفتہ رفتہ دھواں بھی نظروں سے غائب ہو جاتا ہے کیونکہ دیکھنے والا انسان الاؤ سے بہت نیچے کی طرف چلا جاتا ہے۔

جہاز اور الاؤ کے مذکورہ تجربات اور مشاہدات سے عقل انسانی نے تسلیم کر لیا کہ زمین گول ہے مگر انسان زمین پر ایسا ہی فائدہ محسوس کرتے ہیں کہ گویا زمین مسطح ہے یہ خالق عالم کی ایک حیرت انگیز حکمت و صنعت ہے۔

مگر جب زمین گول ہے تو یہ خیال آتا ہے کہ چلتی پھرتی ہستیاں اور اشیاء جو زمین پر ہیں وہ نیچے کی طرف لڑھک کر خلا میں گر کیوں نہیں پڑتے۔

اشیاء کے نہ لڑھکنے اور خلا میں نہ گرنے کی وجہ یہ ہے کہ انسان اور کرۂ زمین کی ہر ہستی مٹی سے بنی ہے اور یہ کرۂ زمین مٹی کا ہے اور مٹی کے ذروں میں ایک کو دوسرے سے کشش ہے۔ اسی کشش کی وجہ سے انسان اور ہر زمین کی ہستی

اپنے کُل کیطرف کھنچی رہتی ہے نہ لڑھک سکتی ہے نہ خلا میں گر سکتی ہے۔ یہ خالق عالم کی بڑی حکمت و صنعت ہے۔

عالم شہود کی کوئی ہستی انسان سے افضل صاحب الارادہ اور صاحب منشاء اور خالق اور حکیم اور صانع اور مدبر نہیں ہے۔ متقی انسانوں نے خود اپنی ذات میں اور عالم شہود کی تمام ہستیوں میں خدا کا اعلیٰ منشاء اور بلند حکمت و صنعت سے تکمیل منشاء کا کامل تجربہ اور مشاہدہ کیا اور کرتے ہیں جس پر عقل انسانی حکم کرتی ہے کہ ایک واحد ذات صاحب ارادہ قدیر اور صاحب منشاء۔ خالق۔ حکیم۔ صانع اور مدبر غیب میں مثل قوت مقناطیس کے موجود ہے جسکے افعال اور صفات عالم شہود کے ذرہ ذرہ میں عیاں ہیں اور جس کے موجود ہونے کا یقین مثل قوت مقناطیس کے موجود ہونے کے حاصل ہے۔ اسی کو یاکتانی زبان میں خدا کہتے ہیں۔

قرآن مجید خدا کے موجود اور اس کے صفات کے ظہور کے دلائل عقلیہ سے بھرا پڑا ہے۔ خدا نے اپنے رسول کو ہدایت کی ہے۔ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ اے رسول تو لوگوں کو سمجھا اور سکھا بتحقیق تو سمجھانے اور سکھانیوالا ہے (الغاشیہ ۲۱)

رسول خدا یہودہ کے قبیلے کے بہترین احمد مجتبیٰ صلعم قرآن عظیم کو بہترین سمجھے ہوئے تھے اور بہترین سمجھانیوالے تھے اور انھوں نے خدا کے موجود ہونے کے ثبوتوں کو نہایت آسان اور شاندار طریقوں سے لوگوں کو ان کی سمجھ کے موافق سمجھایا اور اب تک بے شمار انسان خدا کو سمجھے اور ایمان لا چکے ہیں۔

قرآن عظیم کی بعض تعلیمات کو اسوقت کے اہل علم و دانش میں سے اکثر نہیں سمجھ سکے مگر ۱۳۰۰ سو سال کی کوشش اور غور و فکر کے بعد اس کرۂ زمین کے تمام اہل علم و دانش نے اپنے تجربات اور مشاہدات سے اس حقیقت کو پایا جسکی تعلیم قرآن عظیم میں تقریباً ۱۴۰۰ سال پیشتر سے موجود ہے جس کا تھوڑا سا نمونہ مشتے از خروارے اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے۔

ابھی اکثر انوار قرآن عظیم عام انسانوں کی ناقابلیت کیوجہ سے عام طور سے ظاہر نہیں کئے گئے ہیں مثلاً قرآن عظیم میں ۱۴ حروف مقطعات ہیں جن کی تعلیم کو اس وقت عوام کی عقلیں مس نہیں کر سکتی ہیں اور نہ وہ اس بوجھ کو اٹھا نہیں سکتی ہیں۔ یہ علوم سینہ بہ سینہ بڑے درجہ کے مومنین کو منتقل ہوتے رہتے ہیں۔

کتاب مکاشفات

۵۔ باب

(۲) پھر میں نے ایک زور آور فرشتہ کو بلند آواز سے یہ منادی کرتے دیکھا کہ کون اس کتاب کو کھولنے اور اس کی مہریں توڑنے کے لائق ہے۔

(۳) کوئی شخص آسمان پر یا زمین پر یا زمین کے نیچے اس کتاب کو کھولنے یا اس پر نظر کرنے کے قابل نہ نکلا۔

(۴) اور میں اس بات پر زار زار رونے لگا کہ کوئی اس کتاب کے کھولنے یا

Marfat.com

اس پر نظر کرنے کے قابل نہ نکلا۔

(۵) تب ان بزرگوں میں سے ایک نے مجھ سے کہا کہ مت رو دیکھ یہودہ کے قبیلہ کا وہ ببر جو داؤد کی اصل ہے اس کتاب اور اس کی ساتوں مہروں کے کھولنے کے لئے غالب آیا۔

مذکورہ بالا پانچویں باب کی پہلی آیت کے معنے و مطالب پہلے پیش کر دئے گئے ہیں یعنے خدا کے داہنے ہاتھ والی کتاب قرآن عظیم جو بعد حضرت عیسٰی کے آنے والا تھا آیا۔ اسی سلسلہ میں مذکورہ بالا چاروں آیتوں کے سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے یہودہ کے قبیلہ کے ببر کے معنی معلوم کئے جائیں۔

حضرت یعقوب کے بیٹے کے نام کا عربی تلفظ یہودہ ہے اور عبرانی تلفظ جوداز ہے اور یونانی تلفظ ائی اودا ز ہے اور ہر ایک کے معنی ہیں تعریف کیا گیا عربی میں اس کا ہم معنے لفظ محمد ہے۔

مذکورہ بالا پانچویں آیت میں یہودہ کے قبیلہ کا ببر بتایا گیا ہے جسکے معنے ہوئے تعریف کئے گئے ہوؤں میں کا۔ زیادہ تعریف کیا گیا ہوا جس کا ہم معنے لفظ عربی میں احمد ہے۔ یہ حضرت عیسٰی کے بعد آنیوالے رسول کا نام مع صفات کے ہے اور یہی بے مثل پتہ ہے۔

محمد اور احمد ایک ہی صفت کے ابتدائی اور انتہائی مدارج میں لفظ محمد سے تعریف کے ابتدائی درجہ کا اظہار ہوتا ہے اور لفظ احمد سے تعریف

سے کے انتہائی درجہ کا اظہار ہوتا ہے

خدا نے قرآن عظیم میں رسول عربی کو محمد کے لفظ سے مخاطب کیا ہے کیونکہ اسوقت تک رسول عربی نے تعریف کے تمام مدارج طے نہیں کئے تھے جو وفات تک پورے ہونے والے تھے۔

خدا نے حضرت عیسٰی کی مذکورہ بالا نبوت کی کتاب میں ایسے الفاظ میں رسول عربی کا ذکر کیا ہے جنکا ہم معنے عربی لفظ احمد ہے کیونکہ حضرت عیسٰی کی نبوت کی کتاب میں خدا کا مقصد رسول عربی کا انتہائی تعریف کے ساتھ ذکر کرنے کا تھا جسطرح ابتداء میں خدا حضرت ابراہیم کو لفظ ابرام سے مخاطب کرتا تھا جب حضرت ابراہیم نے نبوت کے تمام مدارج طے کر لئے تب خدا نے ابراہیم کو بتایا "اور پھر تیرا نام ابرام نہ کہلائیگا بلکہ تیرا نام ابرہام ہوگا۔ (پیدائش ۔ ۱۷: ۵)

اسی طرح محمد اور احمد ایک ہی ہستی رسول عربی احمد مجتبٰی صلعم کے نام ہیں محمد ابتدائی نام ہے اور احمد انتہائی نام ہے جیسے ابرام اور ابرہام۔

خدا کی عطا کردہ سرزمین یعنے ملک جزیرہ نمائے عرب پر رسول عربی احمد مجتبٰی صلعم یعنے یہودہ قبیلہ کے ببر کی حکومت بحیثیت خدا کے رسول کے تقریباً چودہ سو سال سے بلا شرکت غیرے قائم ہے اور روز بروز پورے کرۂ زمین پر پھیلتی جاتی ہے۔ لہذا احمد مجتبٰی صلعم ہی مبشرہ یہودہ کے قبیلہ کے ببر ہیں اور خدا کے مبشرہ داہنے ہاتھ والی کتاب کے مبشرہ رسول ہیں۔

آج اس کرۂ زمین کے مغربی کونے مراقش سے لے کر مشرقی حد جزائر فلپائن تک ہر چوبیس گھنٹے میں پانچ وقت باواز بلند اعلان کیا جاتا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ رسول عربی کی یہ تعریف زمین سے لیکر عرش تک جاتی ہے۔ خدا نے تعریف کا اتنا بڑا درجہ سوائے احمد مجتبیٰ صلعم کے کسی دوسرے نبی یا رسول کو نہیں عطا کیا۔ یہ رسول عربی کے بشیرہ یہودہ کے قبیلہ کے ہیر یعنے احمد ہونے کی ناقابل انکار دلیل ہے اور خدا کے بندوں کے روزمرہ کے مشاہدات اور تجربات میں داخل ہے۔ سب نبیوں اور رسولوں سے زیادہ تعریف کئے جاتے ہیں۔

مذکورہ بالا پانچویں آیت میں بعد حضرت عیسٰی کے آنے والے رسول خدا کا نام یہودہ کے قبیلہ کا ہیر (احمد) بتایا ہے اور دوسرا نشان یہ بتایا ہے کہ وہ داؤد کی اصل ہے۔ داؤد کی اصل کا مطلب بدن کے لحاظ سے حضرت داؤد کی اصل حضرت آدم تھے۔ مگر دین کے لحاظ سے حضرت داؤد کی اصل حضرت ابراہیم تھے۔ یعنے حضرت داؤد حضرت ابراہیم کے دین کے پیرو تھے۔

مذکورہ بالا آیت میں چونکہ ایک کتاب خدا اور ایک رسول کے آنے کی بشارت ہے جس کو داؤد کی اصل بتایا ہے۔ لہذا یہاں پر داؤد کی اصل سے مراد دین ابراہیم ہے کیونکہ خدا نے قرآن عظیم میں احمد مجتبیٰ صلعم کے معرفت خالص دین ابراہیم کی تعلیم دی ہے۔ قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا۔ (انعام ۔ ۱۶۲) اے رسول کہدو کہ بتحقیق ۔ ایت

کی مجھ کو میرے رب نے صراط مستقیم کی جو دین استوار ملت ابراہیم حنیف کا ہے۔ لہٰذا خدا نے احمد مجتبیٰ صلعم کے ذریعہ حقیقی دین ابراہیم کو نازل کیا جو حضرت داؤد کے دین کی اصل ہے۔

علاوہ حضرت عیسیٰ کی نبوت کی کتاب کی مذکورہ بشارت کے حضرت عیسیٰ نے اپنے آخر وقت کے وعظوں میں اکثر رسول عربی احمد مجتبیٰ صلعم کے بابتہ بشارت دی ہیں جن میں بعض حسب ذیل ہیں۔

یوحنا ۱۴: ۳۰۔ اس کے بعد میں تم سے بہت باتیں نہ کروں گا۔ کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں ہے۔

مذکورہ کلام مسیح کا مطلب یہ ظاہر ہے کہ ان کے بعد جو آنے والا تھا اس کو خدا علاوہ نبوت اور رسالت کے دنیا کی سرداری بھی عطا کرے گا۔ دنیا کی سرداری بزور شمشیر ہوتی ہے جو خدا نے احمد مجتبیٰ صلعم کو عطا کی تھی۔ احمد مجتبیٰ صلعم نے برابر جہاد کیئے اور خدا ان کے ساتھ رہا اور وہ کامیاب رہے حضرت عیسیٰ کو جہاد بالسیف کا حکم نہ تھا۔

مذکورہ بالا بشارت سے ناقابل انکار طریقہ سے ثابت ہے کہ بعد حضرت عیسیٰ کے ان کے ملک اور قوم میں ایک دنیا کا سردار آنے والا تھا جو یہودیوں کے زعم حکومت کو مٹا دینے اور نابود کر دینے والا تھا۔ جناب عیسیٰ نے اس آنے والے سردار کا ایسا ایک نشان سرداری بتایا ہے کہ احمد مجتبیٰ صلعم

کے سردار ہونے سے کوئی متقی انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ حضرت عیلی کی مذکورہ بشارت کو تقریباً ۲ ہزار سال ہو تے ہیں جب سے خدا کے عطا کردہ ملک میں جو حضرت عیلی اور تمام انبیاء کا وطن ہے کوئی نبی یا رسول آیا نہیں اور کسی دوسرے شخص کو بشرہ سرداری ملی نہیں سوائے احمد مجتبٰی صلعم کے جو خدا کے عطا کردہ ملک میں نبی اور رسول بھی ہیں اور تمام سرداروں کے سردار بلائے جاتے ہیں اور خدا کے عطا کردہ ملک میں تقریباً چودہ سو سال سے کامل حاکمیت اور بادشاہت ہے جو تاقیامت کبرا قائم رہیگی۔ یہ بشرہ سرداری روز بروز کرۂ زمین پر چاروں طرف پھیلتی جاتی ہے۔

یوحنا ۱۵: ۲۶۔ لیکن جب وہ مددگار آئیگا جسکو میں تمہارے باپ کی طرفسے بھیجونگا یعنے سچائی کا روح جو باپ کی طرفسے نکلتا ہے تو وہ میری گواہی دیگا۔

مذکورہ بشارت میں حضرت عیلی نے رسول عربی احمد مجتبٰی صلعم کا بے مثل پتہ اور نشان بتایا ہے۔ اول نشان یہ کہ آنے والا رسول حضرت عیلی کا مددگار ہوگا۔ دوسرا نشان یہ بتایا ہے کہ آنیوالا رسول حضرت عیلی کے برحق خدا کے رسول ہونے کی گواہی دیگا۔

بموجب حضرت عیلی کی مذکورہ بشارت کے خدا نے حضرت عیلی کے آسمان پر جانے کے بعد رسول عربی احمد مجتبٰی صلعم کو بھیجا۔

Marfat.com

احمد مجتبیٰ صلعم نے حضرت عیسیٰ کے رسول خدا ہونے کی گواہی دی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اتنی بڑی مدد کی کہ ابتک اللہ کے بے شمار بندے ان پر ایمان لا چکے ہیں اور آج خدا کے عطا کردہ ملک میں جہاں پر حضرت عیسیٰ کی سخت توہین و تکفیر کی گئی تھی بچہ بچہ کا ایمان ہے کہ خدائے قادر نے حضرت عیسیٰ کو مثل حضرت آدم کے بلا باپ کے پیدا کیا اور وہ برحق رسول خدا ہیں۔ انکی نبوت کی کتاب یعنے انجیل خدا کی نازل کردہ کتاب ہے۔ اور ان کی والدہ جناب مریم سلام اللہ علیہا صدیقہ ہیں اور وہ شیاطین کے سردار کی مدد سے نہیں خدا کی مدد سے معجزات دکھاتے تھے اور خدا کے عطا کردہ ملک سے حضرت عیسیٰ کے دشمنوں کو جلا وطن کر کے حضرت عیسیٰ کے وطن سے ان کا نام و نشان مٹا دیا۔ یہ تھی احمد مجتبیٰ صلعم کی مدد اور گواہی جسکی بشارت حضرت عیسیٰ نے اپنے مذکورہ وعظ میں دی تھی جو کما حقہ پوری ہوئی۔ چند دن سے فلسطین میں جو تھوڑے سے یہودی آ گئے ہیں وہ عیسائیوں کی خواہش اور مدد سے آئے ہیں۔ انشاء اللہ یا تو وہ توبہ کریں گے یا نکال دیئے جائینگے۔

چونکہ ہم حضرت عیسیٰ کی مذکورہ نبوت کی کتاب اور ان کی بشارات کے مطابق قرآن عظیم اور احمد مجتبیٰ صلعم پر ایمان لائے ہیں اور جو لوگ اپنے کو عیسائی کہتے ہیں وہ ابتک ایمان نہیں لائے ہیں لہٰذا اس کرۂ زمین پر حضرت عیسیٰ کی نبوت کی کتاب کے پہلے باب کی تیسری آیت کے مطابق خدا کے حضور صرف ہم ہی مبارک ہیں عیسائی حضرات حضرت عیسیٰ کی نبوت کی کتاب کی کسی ایک بشارت پر بھی عمل نہیں کرتے۔ پھر بھی اپنے کو عیسائی سمجھتے ہیں۔ یہ خیال ان کا مغالطہ ہے۔

"رسول عربی احمد مجتبیٰ صلعم کے بابت حضرت یعقوب کی بشارات"

Marfat.com

کتاب پیدائش - ۴۹: ۱۰۱۰ - اور یعقوب نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور کہا کہ اپنے کو جمع کرو تاکہ میں اس کی جو پچھلے دنوں تم پر بیتے گا خبر دوں (۱۰) یہوداہ سے ریاست کا عصا جدا نہ ہوگا نہ حاکم اس کے پاؤں کے درمیان سے جاتا رہیگا جب تک کہ سیلا نہ آوے اور قومیں اس کے پاس اکٹھی ہونگی۔

مذکورہ بالا پیشین گوئی میں حضرت یعقوبؑ نے خدا کے عطا کردہ ملک میں اپنے چوتھے بیٹے یہودہ کی نسل میں ریاست کے جاری رہنے اور حکومت کے قائم رہنے کا وقت سیلا کے آنے تک معین کیا ہے اور صاف صاف بتا دیا ہے کہ جب سیلا آجائیگا تو خدا کے عطا کردہ ملک میں یہودیونگی حکومت نہ رہیگی بلکہ سیلا کی حکومت ہو جائیگی اور دوسرا بڑا نشان یہ بتایا ہے کہ دنیا کی قومیں سیلا کے پاس اکٹھی ہونگی یعنے سیلا پر ایمان لائنگی خدا کے عطا کردہ ملک میں حضرت یعقوب کی وفات سے رسول عربی احمد مجتبیٰ صلعم کے مبعوث ہونے تک یہودیوں کی حکومت اور ریاست قائم رہی اور شریعت خدا کا نافذ کرنا یہودیوں ہی کے ہاتھ میں تھا اور تمام مقدس مقامات کے وہی مہتمم اور منتظم تھے مگر جب احمد مجتبیٰ صلعم مبعوث ہوئے خدا کے عطا کردہ ملک میں رسول عربی احمد مجتبیٰ صلعم کی حکومت اور بادشاہت قائم ہوگئی اور تقریباً تیرہ سو سال سے ابتک احمد مجتبیٰ صاحم کی لائی ہوئی شریعت کا نفاذ کامل ہے۔ دنیا کی تمام قومیں احمد مجتبیٰ صلعم پر ایمان لاچکی ہیں اور لارہی ہیں لہذا حضرت یعقوب کے بشیرہ سیلا سے مراد احمد مجتبیٰ صلعم ہیں کیونکہ ہر بشیرہ اور نشان ان پر ٹھیک منطبق ہے اور یہ ایک ایسا سچ ہے جو کہ مذکورہ بالا پیشین گوئی کی حدود میں رہتے ہوئے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔

Marfat.com

"رسول عربی احمد مجتبیٰ صلعم کے بابتہ جناب موسیٰ کی بشارت"

استثناء ۱۸: ۱۵ - خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میرے مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ تم اس کی طرف کان دھریو۔

مذکورہ بالا بشارت میں جناب موسیٰ نے مبشرہ نبی کے بابتہ تین نشان ایسے بتا دئے ہیں جو سوائے رسول عربی احمد مجتبیٰ صلعم کے کسی دوسرے پر منطبق نہیں ہو سکتے۔

اول تیرے درمیان سے کا مطلب یہ ظاہر ہے کہ مبشرہ نبی خدا کے عطا کردہ ملک میں آل ابراہیم کے درمیان میں مبعوث ہوگا۔ احمد مجتبیٰ صلعم خدا کے عطا کردہ ملک میں آل ابراعیم کے درمیان مبعوث ہوئے لہذا یہی مبشرہ نبی تھے کیونکہ مبشرہ نشان انپر ٹھیک منطبق ہے۔ دوم تیرے بھائیوں میں سے کا مطلب یہ ہے کہ مبشرہ نبی۔ بنی اسرائیل میں سے نہیں بلکہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے بنی اسمعیل ہوگا۔ احمد مجتبیٰ صلعم بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے بنی اسمعیل تھے لہذا یہی مبشرہ نبی تھے احمد مجتبیٰ صلعم کے بعد سے تقریباً ۱۴ سو سال گذر چکے ہیں خدا کے عطا کردہ ملک میں کوئی دوسرا نبی نہیں ہوا ہے اور نہ قیامت کبریٰ تک ہوگا کیونکہ خدا نے اپنے ذاتی ہاتھ والی کتاب قرآن عظیم میں نبوت ختم کردی ہے۔ لہذا چودہ سو سال تک کسی نبی کا نہ آنا دلیل ہے کہ احمد مجتبیٰ صلعم برحق نبی ہیں۔ تیسرا نشان میرے مانند خدا ایک نبی برپا کرے گا۔ کا مطلب یہ ہے کہ مبشرہ نبی مثل موسیٰ کے صاحب شریعت ہوگا۔ اور مثل موسیٰ کے راہ خدا میں جہاد کرے گا۔ خدا نے مبشرہ نبی کی باتوں کو ماننے کا امت موسیٰ کو حکم دیا ہے۔

جناب موسیٰ کی بشارت کو تقریباً ۳۴۴۰ سال گذر چکے ہیں۔ موسیٰ کے بعد سے کوئی صاحب

Marfat.com

شریعت نبی سوائے احمد مجتبیٰ صلعم کے ابتک نہیں آیا۔ جتنے انبیا دبنی اسرائیل گذرے وہ سب جناب موسیٰ کی شریعت پر عمل کرتے رہے حضرت علیسیٰ بھی جناب موسیٰ کی شریعت پر عمل کرتے رہے جب سے احمد مجتبیٰ صلعم مبعوث ہوئے تب سے خدا کے عطا کردہ ملک میں تقریباً چودہ سو سال سے احمد مجتبیٰ صلعم کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کیا جاتا ہے۔

یہودیوں کے امکان میں نہیں ہے کہ مذکورہ بالا بشارت کو سوائے احمد مجتبیٰ صلعم کے کسی دوسرے پر منطبق کر سکیں۔ عیسائی حضرات کے لئے یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ وہ کہہ سکیں کہ موسیٰ کا سا مبشرہ نبی ابھی آیا نہیں۔ کیونکہ حضرت پطرس کی تفسیر سے جو انھوں نے مبشرہ موسیٰ کے ایسے نبی کے بابتہ بیان فرمائی ہے کسی چوں وچرا کی گنجائش باقی نہیں رہتی ہے جو حسب ذیل ہے۔

اعمال ۳: ۱۹- پس توبہ کرو اور رجوع لاؤ تاکہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں اور اسطرح خداوند کے حضور سے تازگی کے دن آئیں (۲۰) اور وہ اس مسیح کو جو تمہارے واسطے مقرر ہوا ہے یعنی یسوع کو بھیجے۔ (۲۱) ضرور ہے کہ وہ آسمان میں اسوقت تک رہے جب تک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں جنکا ذکر خدا نے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں۔ (۲۲) چنانچہ موسیٰ نے کہا کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا نبی پیدا کرے گا جو کچھ وہ تم سے کہے اس کی سننا۔ (۲۳) اور یہ ہوگا کہ جو شخص اس نبی کی نہ سنیگا وہ امت میں سے نیست نابود کر دیا جائیگا۔

حضرت پطرس کی مذکورہ بالا تفسیر سے جو انہوں نے مبشرہ موسیٰ کے سے نبی کے بابتہ بیان فرمائی ہے اور وقت مقرر کر دیا ہے کہ مبشرہ نبی حضرت علیسیٰ کے آسمان پر جانے کے بعد مبعوث

Marfat.com

ہوگا اور سب بحال کردیگا۔ ناقابل انکار طریقہ سے ثابت ہوگیا کہ موسیٰ کے سے مانند نبی سے مراد احمد مجتبیٰ صلعم ہیں کیونکہ احمد مجتبیٰ صلعم حضرت پطرس کے معینہ وقت پر یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کے بعد مبعوث ہوئے اور حضرت عیسیٰ کے آنے کے قبل سب کو بحال کردیا خالص اللہ کی عبادت کو از سر نو جاری کیا۔ خدا کے عطا کردہ ملک میں تمام بتوں کو توڑ ڈالا اور شرک کو مٹا دیا اور خدا کے عطا کردہ ملک کو جہاں پر حضرت عیسیٰ کی سخت توہین و تکفیر کی گئی تھی بطور غیر مقدم کے حضرت عیسیٰ کے دشمنوں سے پاک صاف کردیا۔

بموجب حضرت پطرس کی مذکورہ تفسیر کے کہ جو شخص اس نبی کی نہ سنے گا وہ امت میں سے نیست و نابود کردیا جائیگا۔ وہی ہوا چونکہ موجودہ ملک جزیرہ نمائے عرب خدا نے ابراہیم اور ان کی آل کو ہمیشہ کے لئے دیا ہے لہذا ذریت ابراہیم میں سے جن لوگوں نے احمد مجتبیٰ صلعم کی ہدایت کو نہ سنا یعنے خدا کے کلام قرآن عظیم پر اور موسیٰ کے مانند نبی احمد مجتبیٰ صلعم پر ایمان نہ لائے خدا نے انھیں اپنے عطا کردہ ملک سے جلاوطن کردیا کیونکہ وہ لوگ بوجہ مذکورہ تکفیر اور حق کی مخالفت کے آل ابراہیم میں سے خارج ہوگئے تھے۔

احمد مجتبیٰ صلعم کے مانند موسیٰ کے سے نبی ہونیکے ثبوت میں جناب موسیٰ کی مذکورہ بالا بشارت اور اسکی تفسیر جو جناب پطرس نے بیان کی ہے ایک برہان قاطع اور صحت کامل ہے۔ ابلیس کے امکان میں بھی کوئی چوں و چرا ممکن نہیں ہے لہذا یہود و نصاریٰ کے امکان میں نہیں ہے کہ وہ بشمول موسیٰ کے ایسے نبی احمد مجتبیٰ صلعم کی تکذیب میں خدا کی ہدایات کسی کتاب اللہ سے پیش کرسکیں۔

Marfat.com

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جب ہمنے ہدایت پانے کی کوشش کی تو خدا نے ہمیں ہدایت کی اور ہم جناب موسیٰ کی مذکورہ بالا بشارت کے مطابق اور جناب پطرس کی مذکورہ بالا تفسیر کے بموجب احمد مجتبیٰ صلعم پر ایمان لائے اور ان کو خدا کا رسول مانتے ہیں اور ہمکو بڑا افسوس ہے خدا کے ماننے والے عیسائی اور یہودی حضرات پر کہ وہ مذکورہ بشارات پر توجہ اور غور نہیں کرتے ہیں ہماری دلی خواہش اور دعا ہے کہ وہ بھی کوشش کریں اور خدا کے حضور مبارک ہوجائیں۔

حضرت عیسیٰ کی نبوت کی کتاب کے پانچویں باب کی پہلی آیت سے لیکر پانچویں آیت تک اس کرہ زمین پر آئندہ ہونیوالے واقعات میں سے خدا کی داہنے ہاتھ والی کتاب یعنی قرآن عظیم کے نازل ہونیکی بشارت تھی جو نازل ہوا۔ بشرہ قرآن عظیم تعریف کئے گئے ہوؤں میں سے سب سے زیادہ تعریف کئے گئے ہوئے یعنے احمد مجتبیٰ صلعم پر نازل ہوا جنکی تعریف اس کرہ زمین کے مشرق سے لیکر مغرب تک ہر چوبیس گھنٹے میں پانچ وقت باآواز بلند کی جاتی ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں یہ رسول عربی کے احمد یعنے سب سے زیادہ تعریف کئے گئے ہونیکی علامت ہے۔ مذکورہ آیات کے تفصیلی مطالب پہلے پیش کئے جا چکے ہیں۔

احمد مجتبیٰ صلعم نے قرآن عظیم کو بحفاظت تمام امت کو پہنچایا مگر پہنچا دینے کے بعد بھی قران عظیم کا قائم رہنا شیطان کیوجہ سے ناممکن تھا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ نے اپنی کتاب نبوت بڑی احتیاط سے امت کو پہنچا دی مگر امت نے اس کو تمام نوشتوں کے آخر میں ڈالدیا ہے اور آج عیسائی اس کتاب اللہ کی کسی ایک ہدایت پر بھی عمل نہیں کرتے اسکو بھول گئے ہیں۔ ایسا ہی حشر قرآن عظیم کا بھی ہوتا۔ دین میں خدا نے جبر نہیں رکھا ہے۔

Marfat.com

انسان کے سب کام کوشش سے ہوتے ہیں مگر بغیر خدا کی مدد کے مقصد حاصل نہیں ہوتا ہرٹلر اور چنگیز اور نپولین کی کوششیں ابھی حال ہی میں نظر سے گذر چکی ہیں ساری دنیا کو شکست دی پھر بھی مقصد حاصل نہیں ہوا۔

مقدسین کو بھی اپنے مقاصد کے حصول کے لئے خدا کی مدد لازم ہوتی ہے اور خدا کی مدد خدا کی رضا سے حاصل ہوتی ہے۔ خدا کو راضی کرنے کے لئے خدا کا ایک اٹل قانون ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ۔ (البقرہ۔ ۱۵۵) اور البتہ آزمادینگے ہم تم کو ساتھ خوف کے اور بھوک کے اور مالوں کے نقصان کے اور جانوں کے نقصان کے اور ساتھ مخالفین کی شماتت کے۔ مگر قرآن عظیم کے قیام کے لئے علاوہ بھوک اور خوف اور نقصان اموال کے نقصان جان اور شماتت کے مصائب میں ایک بڑی قربانی صبر کیساتھ نہیں بلکہ شکر کیساتھ خدا کے حضور پیش ہونا چاہئے تھی۔

بڑوں کے امتحان بھی بڑے ہوتے ہیں۔ سابق میں حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل کی قربانی پیش کرنا چاہی تھی مگر حضرت اسمٰعیل نے قبول کرتے وقت فرمایا۔ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ آپ پائیں گے مجھکو اگر اللہ نے چاہا صبر کرنے والوں میں سے۔ (الصفت۔ ۱۰۲) حضرت اسمٰعیل نے یہ نہیں فرمایا سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الشَّاكِرِينَ۔ صبر اور شکر میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے حضرت ابراہیم نے ذبح کرنے سے پہلے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لی تھی۔ علاوہ تفسیر کے قرآن سے بھی یہی ثابت ہے۔ وَنَادَيْنَاهُ أَن يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا۔ اور پکارا ہم نے اسکو اے ابراہیم بتحقیق سچا کر دیا تو نے خواب کو یعنی خواب میں بھی تیری آنکھیں نوم سے بند تھیں اور تو اپنے علم

Marfat.com

میں اسمٰعیل کو ذبح کر رہا تھا اور بیداری میں بھی تیری آنکھیں پٹی سے بند تھیں اور تو اپنی دانست میں اسمٰعیل کو ذبح کر رہا تھا۔ یعنی حضرت ابراہیم اپنے علم ویقین میں حضرت اسمٰعیل کو ذبح کر رہے تھے۔

حضرت ابراہیم کے آنکھوں پر پٹی باندھ لینے سے ثابت ہوتا ہے کہ آئندہ الاخونی منظر آنکھوں کو خوشگوار نہ تھا لہٰذا خدا نے اسمٰعیل کو ذبح نہیں ہونے دیا اور ان کی جگہ پر ایک دنبہ کو ذبح کرادیا جو حضرت ابراہیم کے خواب اور خیال دونوں میں نہ تھا۔

جواب سے سوال کا پتہ چل جاتا ہے۔ عقل حکم کرتی ہے کہ حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل کو صحیح وسالم اور دنبہ کو ذبح پڑا ہوا دیکھ کر دل میں خیال کیا کہ شاید میری قربانی خدا نے قبول نہیں کی۔ حضرت ابراہیم کے ایسے دلی خیال کے جواب میں خدا نے وحی نازل کی اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ بتحقیق ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں احسان کرنیوالوں کو یعنے اے ابراہیم تمنے ہماری خوشی کے لئے اسمٰعیل کو ذبح کرنیکا ارادہ کیا اور ارادہ کو پورا کیا لہٰذا ہمنے بھی تمہارے ایثار کی جزا میں اسمٰعیل کو بچا لیا اور دنبہ کو ذبح کروا دیا۔

خدا کے مذکورہ جواب سے حضرت ابراہیم کو کامل تشفی نہیں ہوئی کیونکہ وہ خود اپنی آنکھو نسے خدا کا مردوں کو زندہ کرنیکا تجربہ کر چکے تھے لہٰذا عقل حکم کرتی ہے کہ حضرت ابراہیم کے دل میں یہ خیال ضرور آیا کہ میرے قربانی کے پیش کرنے میں کسر ضرور رہ گئی ورنہ خدا قادر ہے کہ وہ اسمٰعیل کو میرے ہاتھوں ستر مرتبہ ذبح کراتا اور ہر مرتبہ زندہ کر دیتا۔ اس خیال کے جواب میں خدا نے وحی کی۔ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ۔ بتحقیق یہ امتحان سخت ہے یعنے باپ کا بیٹے کو ذبح کرنا نہایت سخت امتحان ہے

Marfat.com

کیونکہ خلیل اللہ نے ذبح کرنے سے پیشتر اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لی تھی۔ خدا کے اس جواب کے بعد عقل حکم کرتی ہے کہ حضرت ابراہیم نے سوچا کہ جب میں خلیل اللہ ہو کر اس امتحان کا اہل نہ ٹھہرا تو اولاد آدم میں ایسے امتحان کا کون اہل ہو سکتا ہے۔ جسکا جواب خدا نے حسب ذیل دیا ہے۔ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ۔ اے ابراہیم ہمنے اسمٰعیل کو چھڑا لیا ہے بدلے میں ذبح عظیم کے۔ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ اور اسمٰعیل کے ذبح ہونے کو ترک کر کے ذبح عظیم کو مقرر کیا اسمٰعیل کے آخر والوں پر۔ اس واقعہ کے وقت حضرت امام حسین پشت حضرت اسمٰعیل میں موجود تھے اس جواب خدا سے حضرت ابراہیم کو تشفی فرما ہوئی کہ بیٹے کی قربانی نہ ہوئی تو میرے پوتے کی قربانی قبول ضرور ہو گی۔ إِنَّا أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۔ (یوسف۔۲) بتحقیق ہمنے نازل کیا اسکو قرآن عربی تاکہ تم عقل سے سمجھو۔ یعنے قرآن عظیم عقل ہی سے سمجھ میں آتا ہے۔ قرآن میں غور و تدبر کرنیکا حکم خدا ہے۔ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام نے خوف۔ چالیس دن و رات کی بھوک اور نقصان اموال میں امتحان نہایت کامیابی سے دیا مگر جب نقصان جان اور مخالفین کی شماتت میں امتحان کا وقت آیا تب حضرت عیسٰی علیہ السلام نے یہ دعا مانگی۔ متی ۲۶: ۳۹۔ پھر تھوڑا آگے بڑھا اور منہ کے بل گر کر یہ دعا مانگی۔ اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے تاہم جیسا میں چاہتا ہوں ویسا نہیں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے ویسا ہی ہو۔ (۴۰) پھر شاگردوں کے پاس آ کر انہیں سوتا پایا اور پطرس سے کہا کیوں تم میرے ساتھ ایک گھڑی بھی نہ جاگ سکے (۴۱) جاگو اور دعا مانگو تاکہ آزمایش میں نہ پڑو۔ روح تو مستعد ہے مگر جسم کمزور ہے۔

Marfat.com

کسی مصلحت سے حضرت عیسٰی نے مذکورہ امتحان میں داخل نہیں ہونا چاہا۔ قرآن عظیم سے ثابت ہے کہ خدا نے حضرت عیسٰی کی مذکورہ دعا قبول فرمائی اور انکو بحفاظت تمام آسمان پر اٹھا لیا۔ اور یہودیوں کیلئے حضرت عیسٰی کی شبیہ بنادی جسپر یہودیوں نے اپنی حسرتیں نکالیں۔

حضرت عیسٰی کا نقصان جان اور شماتت اعدا کا امتحان نہ دینے کا نتیجہ مثل آفتاب کے روشن اور ظاہر ہے کہ کوئی عیسائی آج انجیل عیسٰی کی کسی ایک ہدایت پر بھی عمل نہیں کرتا اور اپنی اس ترک کتاب خدا کے فعل کو جائز سمجھتا ہے۔

حضرت عیسٰی خود مختون تھے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں شریعت موسٰی کا پورا کرنے والا ہوں اور جو کوئی شریعت موسٰی کا چھوٹے سے چھوٹا حکم توڑیگا وہ خدا کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائیگا۔ شریعت موسٰی میں ختنہ خدا سے عہد کا نشان ہے۔ مسلمان غلام پر بھی واجب ہے مگر آج کوئی عیسائی مختون نہیں ہوتا ہر عیسائی نا مختون ہونا جائز سمجھتا ہے یہ سب ترک کتاب خدا کا نتیجہ ہے جس سے ہر عیسائی اکثر ناحق کو حق سمجھتے ہیں۔ لہٰذا قرآن عظیم کے قیام کے لئے خدا کو راضی کرنے کے لئے ایک ذبح عظیم مقرر تھی جو محض صبر کیساتھ نہیں بلکہ شکر کیساتھ خدا کے حضور پیش ہونا چاہئے تھی اور ہوئی جسکی عالم الغیب خدا نے تفصیلی بشارت تقریباً چھ سو سال قبل حضرت عیسٰی کی نبوت کی کتاب میں دیدی ہے جو حسب ذیل ہے۔

کتاب مکاشفات
یعنی
حضرت عیسٰی کی نبوت کی کتاب

باب ۔ ۵

(۶) اور میں نے اس تخت اور چاروں جانداروں اور بزرگوں کے بیچ میں گویا ایک ذبح کیا ہوا برّہ کھڑا دیکھا اس کے سات سینگ اور سات آنکھیں تھیں یہ خدا کی سات روحیں ہیں جو تمام روئے زمین پر بھیجی گئی ہیں۔

(۷) اس نے آکر تخت پر بیٹھے ہوئے کے داہنے ہاتھ سے اس کتاب کو لے لیا۔

مذکورہ بالا آیات میں ذبح کئے ہوئے برّے سے مراد امام حسین ہیں جنہوں نے مبشرہ مقام پر مبشرہ تاریخ اور مہینہ میں مبشرہ مصائب میں لشکر کیساتھ ذبح ہو کر خدا کی داہنے ہاتھ والی کتاب قرآن عظیم کو لے لیا۔ یعنے خدا کو راضی کر لیا۔ خدا کی مدد سے شیطان ناکامیاب ہوا اور قرآن عظیم قیامت کبریٰ تک کیلئے قائم ہو گیا۔ ورنہ مثل توریت اور انجیل کے جبر امت بھی قرآن عظیم کو قائم نہ کرتی اور ترک کر دیتی۔ اب ہم کو یہ ثابت کرنا ہے کہ شہادت امام حسین تک قرآن عظیم کس حد تک ترک ہو چکا تھا جسکے قیام کیلئے سوائے ذبح عظیم کے پیش کئے جانے کے کوئی صورت باقی نہ رہ گئی تھی اور یہ ثابت کرنا ہے کہ امام حسین ہی مبشرہ ذبح عظیم تھے اور ان کی قربانی مبشرہ نشانوں کے ساتھ خدا کے حضور پیش ہوئی اور یہ ثابت کرنا ہے کہ ذبح عظیم کی قربانی مقبول ہو جانے کے بعد عالم شہود میں کیسا انقلاب ہوا اور عالم غیب میں کیا واقعات پیش آئے۔

شیطان حضرت آدم کو جنت سے نکلوا کر اولاد آدم کو خدا کے حکموں کے خلاف عمل کرانے میں سرگرم رہتا ہے اسنے سابقہ امتوں سے اللہ کی کتابوں کو ترک کرا دیا تھا۔ قرآن عظیم نے

Marfat.com

نازل ہوکر سابقہ امتوں کو ہدایت کی قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ (مائدہ - ٦٨) اے رسول کہہ دو۔ اے اہل کتاب نہیں تم اوپر کسی چیز کے یہانتک کہ قائم کرو توریت اور انجیل کو اور جو کچھ اتارا گیا ہے طرف تمہارے تمہارے رب کیطرف سے۔ یعنے جب قرآن عظیم نازل ہوا اسوقت اہل کتاب اللہ کی کتابوں کو ترک کر چکے تھے۔ قائم نہیں کرتے تھے۔

احمد مجتبیٰ صلعم نے اپنی حیات میں قرآن عظیم کو لوگوں کو حفظ کرا دیا تھا اور لکھوا دیا تھا اور ہر ممکن حفاظت کر دی تھی مگر شیطان نے بڑی جد و جہد کی جس سے آنحضرت صلعم کی حیات ہی میں مدینہ منورہ منافقین سے بھر گیا تھا جسکی خبر خدا نے اپنے رسول کو یوں دی ہے۔ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۔ اور ان لوگوں میں سے کہ گرد تمہارے ہیں عربوں میں سے منافق ہیں اور اہل مدینہ میں سے رجوع ہیں نفاق پر تو نہیں جانتا ہے انکو۔ ہم جانتے ہیں انکو (توبہ - ۱۰۰)

شیطان کے بہکانے سے منافقین محض دنیا کے طلبگار بن گئے تھے۔ دل ان کے قرآن کو ترک کر چکے تھے اور کوشاں تھے کہ دوسرے لوگ بھی ان کے ہمخیال بنجائیں تاکہ ان کی اسکیموں میں کامیابی ہو اور ان کے ہمخیالوں کی تعداد بڑھتی جاتی تھی جسکی خبر خدا نے قرآن عظیم میں حسب ذیل الفاظ میں دی ہے۔ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (فرقان - ۳۰) اور کہا رسول نے اے میرے رب میری قوم نے اخذ کرلیا ہے اس قرآن کو ترک کردہ شدہ یعنے آنحضرت صلعم کو یقین ہو چکا تھا کہ بکثرت مسلمان دنیا کے

Marfat.com

لالچ میں قرآن عظیم کو ترک کر چکے ہیں اور اس حقیقت کو آنحضرت صلعم نے درگاہ رب العزت میں عرض کیا جسکا خداوند عالم نے مذکورہ بالا آیت میں ذکر فرمایا ہے۔ منافقوں میں بڑے اور سمجھدار لوگ بہت تھے۔ جنکو صرف خدا اور اس کا رسول بہتر سمجھتے تھے۔ عام نگاہیں پہچان نہیں سکتی تھیں۔

آنحضرت صلعم کا منافقوں پر بڑا خوف تھا۔ جب آنحضرت صلعم کی وفات ہوگئی تو بڑی تاریکی پھیل گئی۔ حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ جب دن آنحضرت صلعم مدینہ میں داخل ہوئے تو ہر ایک چیز اس سے روشن ہوگئی تھی اور جب دن آنحضرت صلعم فوت ہوئے ہر ایک چیز اس سے سیاہ ہوگئی اور ابھی ہم نے آنحضرت صلعم کے دفن سے ہاتھ صاف نہیں کئے تھے اور انکے دفن ہی میں تھے ہم نے اپنے دلوں کو منکر پایا۔ (ترمذی۔ جلد ۲ ابواب مناقب) بخاری شریف کی کتاب الحوض میں بہت احادیث جمع ہیں جنسے ثابت ہوتا ہے کہ بعد وفات آنحضرت صلعم کے اکثر اصحاب انکے پیروں دین سے پھر گئے تھے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کی مذکورہ نبوت کی کتاب کے بارھویں باب کی بشارت سے ثابت ہوتا ہے کہ بعد وفات آنحضرت صلعم ایک تہائی مومنین کا ایمان ضائع ہوگیا تھا۔ یہ شیطانی اثر تھا جو شہادت امام حسین تک بڑے زوروں سے بڑھتا رہا۔

مذکورہ شیطانی اثر سے محفوظ رہنے والوں میں سے مخصوص کون حضرات تھے

انسانی تجربات ہیں کہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ جناب سردار انبیاء جب پیدا

Marfat.com

ہوئے تو انکے بشرے سے تمام اوصاف حمیدہ ساتھ کمال کے منور اور ہویدا تھے جنکو مشاہدہ کرکے انکے دادا اور چچا ابوطالب نے جو اپنے وقت کے بہترین صاحب عقل و دانش تھے تمام عرب ان کی عزت کرتے تھے غور کرکے آنحضرت صلعم کا نام محمد رکھا جو اسم بامسمی ثابت ہوا کیونکہ خدا نے بھی اسی نام کو پسند کیا اور اپنے رسول کا اسی نام سے قرآن میں ذکر کیا ہے۔

جب حضرت علی پیدا ہوئے تو وہ مظہر العجائب والغرائب تھے۔ انکے ہاتھ بہت لانبے تھے مشہور ہے کہ ہاتھوں کی انگلیاں گھٹنوں سے نیچے تک پہنچتی تھیں۔ حیرت انگیز قوت ارادی آنکھوں سے افشاں ہوتی تھی چہرے پر اعلیٰ حکمت کا ظہور تھا دل کی غیر معمولی قوت حواس خمسہ سے ظاہر ہوتی تھی قوت حافظہ نہایت قوی تھی جسکو ایک نظر بھی دیکھ لیا دوبارہ اسپر پہچانتی ہوئی نظر پڑتی تھی۔ حضرت علی خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے تھے۔ حضرت علی سے پہلے اور ان کے بعد کوئی بھی خانہ کعبہ میں پیدا نہیں ہوا ہے۔

اس بچہ کے اعلیٰ صفات اور آثار دیکھ کر ہونیوالے سردار انبیاء نے اپنے چچا سے اس بچہ کو مانگ لیا اور اوصاف کے لحاظ سے نام علی رکھا اور نہایت عزیز رکھتے تھے کیونکہ بہت سی امیدیں اس بچہ سے وابستہ ہو گئی تھیں۔ آنحضرت صلعم علی کو خود تعلیم دیتے رہے۔ اللہ مومنین کے کاموں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا ہے لہذا رسول خدا کی تمام امیدیں پوری ہوئیں اور ہجرت کے دس سال کے عرصہ میں آنحضرت صلعم نے حضرت علی کی ہر صفت کے کمال کو خود ملاحظہ فرما لیا اور آئندہ کے لئے اطمینان حاصل کر لیا۔

(۱) حضرت علی کے ہاتھوں کے خلاف معمول لانبے ہونیکا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ تقریباً حضرت علی

Marfat.com

نے دس سال تک آنحضرت صلعم کی معیت میں جہاد کئے فرداً فرداً بھی لڑے اور جنگ مغلوبہ بھی لڑے کہیں کوئی مہلک زخم نہیں کھایا۔

جنگ اُحد میں جب لشکر اسلام میں بھگدڑ پڑی کہا جاتا ہے کہ صرف دس آدمی باقی رہ گئے تھے کفار کے بادل میں حضرت علی کی ذوالفقار بڑی تیزی سے چمک رہی تھی جس کے سبب سے اللہ نے آنحضرت صلعم کو بھی محفوظ رکھا اور اسلام کا بھی بول بالا رہا۔ دیگر جنگوں میں بڑے بڑے نبرد آزما تجربہ کار شجاعان عرب حضرت علی کے مقابلے میں آئے اور قتل ہو گئے۔

جب رسول خدا مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے تشریف لے گئے تو حضرت علی کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ فلاں فلاں جو امانتیں ہیں وہ انکے مالکوں کے حوالے کر دینا۔ بعدہ حضرت علی نے اعلان کیا کہ جس جس کی امانتیں رسول اللہ صلعم کے پاس تھیں وہ آکر مجھسے لیجائے۔

لوگ جمع ہوئے انمیں ابوجہل بھی آیا اور اسنے حضرت علی سے دوران گفتگو میں رسالتمآب کی شان میں کچھ نازیبا الفاظ استعمال کئے جس سے حضرت علی غیظ میں آ گئے۔ حکم جہاد نہ تھا ہاتھ پیر اور زبان کو روکا مگر غیظ کی نگاہ جو ابوجہل پر پڑی وہ غش کھا کر گر پڑا۔ منہ سے کف جاری ہو گیا یہ تھی حضرت علی کی قوت ارادی جسکو سرور انبیاء نے حضرت علی کی پیدائش کے بعد ہی پرکھ لیا تھا۔ حضرت علی میں تمام قوتیں خداداد تھیں کسبی نہ تھیں۔

جب لشکر اسلام کے مقابلے میں عمرو ابن عبدود آیا جسکے بابتہ مشہور تھا کہ وہ ایکہزار جوان پر بھاری جاتا ہے۔ اسکے مقابلہ میں کون نکلتا۔ رسول خدا نے سوچ سمجھ کر حضرت علی کو بھیجا۔ حضرت علی کچھ سوچ سمجھ کر اسکے مقابلہ میں پیدل گئے۔ عمرو ابن عبدود نے اپنی قوت اور شجاعت کے

Marfat.com

زعم میں حضرت علی کو ناچیز سمجھا۔ بلحاظ طرفین کے افہام و تفہیم کے حضرت علی نے اس سے سوال کیا کہ میں نے سنا ہے کہ جو کوئی تجھ سے سوال کرتا ہے تو اسکے تین سوالوں میں سے ایک سوال ضرور قبول کرتا ہے۔ اسنے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ تب حضرت علی نے فرمایا کہ میں تجھسے سوال کرتا ہوں کہ تو اسلام قبول کرلے۔ اسنے انکار کیا۔ پھر حضرت علی نے دوسرا سوال یہ کیا کہ تو رسول اللہ صلعم سے جنگ نہ کر اپنے مقام پر واپس جا۔ اس نے اس سوال کو بھی قبول نہ کیا۔

حضرت علی کے مذکورہ سوالوں سے عمرو ابن عبدود کے دل و دماغ میں انقلاب پیدا ہو گیا تھا اور پریشان تھا کہ سائل اب تیسرا سوال کیا کریگا جو اسے پورا کرنا ہے۔ ممکن تھا کہ تیسرا سوال یہ کیا جاتا تو اپنا سر مجھکو دیدے۔ شجاعان عرب بات کے دھنی ہوتے ہیں۔ مگر حضرت علی بھی شجاع تھے اور خدا کے برگزیدہ بندے تھے۔ آپ نے تیسرا سوال یہ کیا کہ میں پیدل ہوں اور تو گھوڑے پر سوار ہے لہذا تو گھوڑے سے اتر کر مجھسے جنگ کر۔ اس سوال سے اسکو کچھ ندامت ہوئی اور اسنے فوراً قبول کرلیا۔ اور فوراً اتر پڑا۔

قاعدہ ہے کہ جب شہسوار گھوڑے کو اتنا مہمیز کرتا چلتا ہے کہ پسینہ نکل آئے اور فوراً گھوڑے سے اتر پڑے تو کچھ سکنڈ ٹانگوں کے سیدھے ہونے میں لگتے ہیں اور پیدل جنگ میں ٹانگیں بڑے کام کی ہوتی ہیں۔

عمرو ابن عبدود گھوڑے سے اترتے ہی مصروف جنگ ہو گیا۔ حضرت علی کی سوچی سمجھی ہوئی حکمت۔ ہاتھیوں کی ملائی قوت ارادی کے اثرات۔ دل کی قوت جس سے نس پٹھوں میں بجلی کی کیفیت پیدا ہوئی۔ حضرت علی کی جھپٹ سے تنق گرد اٹھی۔ تنق گرد بلند نہیں

Marfat.com

ہوئی تھی کہ عمرو ابن عبدود مارا گیا اور حضرت علی کے نعرہ تکبیر سے لشکر اسلام میں مسرت پھیل گئی۔ اس فتح میں علاوہ دیگر صفات کے حضرت علی کی حکمت نے بڑا کام کیا۔ جناب رسول خدا نے خبر دی ہے اَنَا مَدِیْنَۃُ الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُہَا۔ میں حکمت کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہے۔ قرآن عظیم میں بشارت ہے وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا۔ (البقرہ۔۲۶۹) اور جو کوئی دیا گیا حکمت پس بتحقیق دیا گیا خیر کثیر۔

ایک دن حضرت علی ایک کافر سے جو فن پہلوانی اور شہزوری میں مشہور تھا مصروف جہاد تھے جب اسکا دم پھول گیا حضرت علی نے اسے پٹک دیا اور اس کے سر کو مروڑ کر کھینچ لینے کے ارادے سے گرفت کیا۔ وہ شل ہو چکا تھا بے بسی کی حالت میں وقت آخر سمجھکر اس نے اپنا لعاب دہن حضرت علی کے روئے مبارک پر پھینک دیا۔ حضرت علی نے اسے چھوڑ دیا اور ٹہلنے لگے۔ جب اس پہلوان کی سانس ٹھکانے ہوئی۔ تو اس درست ہوئے تو اسکی حیرت کی کوئی حد نہ تھی۔ اسنے حضرت علی سے پوچھا تم مجھکو قتل کرنے کے قریب تھے پھر چھوڑ کیوں دیا۔ حضرت علی نے جواب دیا کہ میں تجھسے خدا کے واسطے جنگ کر رہا تھا۔ جب تیرا لعاب دہن میرے منہ پر پڑا تو مجھکو غصہ آ گیا۔ غصہ کی حالت میں اگر تجھکو قتل کرتا تو اپنے نفس کیواسطے قتل کرتا اسلئے میں نے تجھکو چھوڑ دیا۔ اس نکتہ پر غور کر کے وہ کافر مسلمان ہو گیا۔ یہ تھی حضرت علی کی خداداد قوت جو عجیب و غریب تھی۔

حضرت علی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کوئی ایسی آیت قرآن نہیں ہے کہ میں اسکو نہ جانتا ہوں کہ کس لئے نازل ہوئی ہے اور کہاں نازل ہوئی اور کس کے بارے نازل ہوئی

ہے۔ کیونکہ خدا نے مجھکو قلب دانا اور زبان گویا عطا فرمائی ہے۔

مذکورہ خداداد حافظہ اور سمجھ پر طرہ یہ ہوا تھا کہ حضرت علی نے پیدائش کے بعد ہی سے آغوش رسول میں پرورش پائی اور آخر وقت تک ساتھ رہے اور تعلیم حاصل کرتے رہے رسالت کے ابتدائی زمانہ میں جب یہ حکم خدا نازل ہوا وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ۔ (الشعراء ۲۱۴) اور اے رسول ڈراتو اپنے عزیز اور قریب تر لوگوں کو۔ تب سرور کائنات نے پہلے اپنے عزیز قریب ترین لوگوں کو تعلیم قرآن دینا شروع کی۔

بنی ہاشم میں حضرت علی سب سے زیادہ تعلیم کے اہل اور عزیز قریب ترین تھے سگے چچا کے بیٹے تھے۔ پیدائش کے بعد ہی سے آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو مثل فرزند کی پالا اور تعلیم دی۔ خدا نے حضرت علی کو حافظہ عجیب و غریب عقل اور قوت بیان اعلیٰ درجہ کی عطا فرمائی تھی اس لئے حضرت علی قدرتاً بعد رسول خدا کے قرآن عظیم اور سنت رسول خدا کے سب سے زیادہ بہتر جاننے اور سمجھنے والے تھے۔ چونکہ حضرت علی نے پیدائش کے بعد ہی سے آغوش رسول میں پرورش پائی تھی اس لئے حضرت علی کی قراءت بعینہ وہی تھی جو رسول خدا کی تھی اور قرآن عظیم جو حضرت علی کے سینہ میں محفوظ تھا وہ بالکل وہی تھا جو رسول خدا کے سینہ میں تھا اور رسول خدا نے سنت انبیاء سابق اور اپنی سنت اور تمام علوم توریت و انجیل اور قرآن عظیم حضرت علی کے سینہ میں منتقل کر دئے تھے اور تمام مسلمانوں کو آگاہ کر دیا ہے۔ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا۔ (ترمذی) میں علم کا شہر ہوں اور علی اسکا دروازہ ہے۔ علم سے مراد علم رسالت ہے۔

علم رسالت

اور آج ہر فرقہ اسلام مذکورہ ارشاد رسول سے باخبر ہے اور مذکورہ ارشاد رسول مطابق ہے ہدایات قرآن عظیم کے جو حسب ذیل ہیں۔

خدا نے قرآن عظیم میں مسلمانوں کو ہدایت کی ہے۔ فَسْئَلُوْٓا اَہْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (نحل۔ ۴۳) پوچھو اہل ذکر سے جو تم نہیں جانتے ہو۔ اب ہم کو قرآن عظیم میں تلاش کرنا ہے کہ مذکورہ حکم خدا میں ذکر سے مراد کیا ہے اور اہل ذکر سے مراد کون لوگ ہیں۔ قرآن عظیم میں مذکور ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر۔ ۹) بتحقیق ہمنے اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم اس کے محافظ ہیں۔ مذکورہ ہدایت قرآن سے ثابت ہوگیا کہ الذکر سے مراد قرآن عظیم ہے۔ لہٰذا اہل الذکر سے مراد اہل قرآن ہیں۔

اب ہمکو قرآن سے جاننا اور سمجھنا ہے کہ خدا نے قرآن میں اہل الذکر یعنے اہل قرآن سے کن لوگوں کو بتایا ہے۔ قرآن میں ہدایت ہے اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ فِیْ کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ لَّا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ۔ (واقعہ۔ ۷۹) وہ ہے قرآن کریم کتاب میں پوشیدہ نہیں چھو سکتے اسکو سوائے پاک لوگوں کے۔ جو پاک لوگ نہیں ہیں وہ مذکورہ پوشیدہ قرآن عظیم کو مس نہیں کر سکتے یعنے سمجھ نہیں سکتے۔

اب ہمکو قرآن سے یہ جاننا اور سمجھنا ہے کہ وہ المطہرون یعنے پاک لوگ کون ہیں جو کتاب میں چھپے ہوئے قرآن کو مس کر سکتے یعنے جان اور سمجھ سکتے ہیں اور خدا نے ان ہی سے قرآن کی وہ باتیں جو ہماری سمجھ میں نہ آویں دریافت کرنیکا حکم دیا ہے۔

قرآن عظیم میں بشارت ہے۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ

Marfat.com

الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (احزاب - ۳۳) بالا لتحقیق ارادہ کرتا ہے اللہ کہ دور رکھے تمسے رجس کو اے اہل بیت اور پاک رکھے تمکو جو پاک رکھنے کا حق ہے۔

اب یہ جاننا اور سمجھنا ضروری ہے کہ مذکورہ بالا آیت قرآن میں یطہرکم تطہیرا یعنے پاک ترین اہل بیت سے مراد کون کون اشخاص ہیں۔ ترمذی میں مذکور ہے کہ جب مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی تو رسول خدا نے حضرت علی کو جناب فاطمہ کو اور حضرت حسن کو اور حضرت حسین کو اپنی چادر سے ڈھانک دیا اور عرض کیا۔ اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ اللہ تو علیم ہے مگر رسول خدا کا مذکورہ قول و فعل مسلمانوں کیلئے بجائے قسم اور برہان قاطع کے ہوگیا ہے جس سے مسلمانوں نے یطہرکم تطہیرا یعنے پاک ترین اہل بیت سے مراد صرف حضرت علی حضرت فاطمہ اور حسنین علیہ السلام کو تسلیم کرلیا اور کسی ایک مسلمان نے بھی مذکورہ حضرات میں سے کسی ایک کا بھی چادر کے اندر نہ ہونا بیان نہیں کیا ہے۔ لہذا نزول آیت مذکور کے وقت علاوہ رسول اللہ صلعم کے پاک ترین مردوں اور عورتوں میں حضرت علی اور جناب فاطمہ تھیں اور بچوں میں حسنین تھے اور حالت جنب میں مسجد کے اندر مردوں میں سے صرف رسول اللہ صلعم اور حضرت علی کو داخل ہونیکی اجازت تھی۔ اور ان حضرات نے اپنے کاموں سے بھی دنیا پر ثابت کردیا کہ رجس من عمل الشیطان ان کے قریب نہیں پہنچ سکتا ہے۔ شیطان ان حضرات سے بھی لاچار اور بے بس رہا اور بیشک یہی حضرات نزول آیت مذکورہ کے وقت یطہرکم تطہیرا کے مصداق اور اہل تھے اور اہل بیت رسول میں سے دیگر ہستیاں جو اسوقت موجود تھیں وہ خیر پر تھیں مگر ان سے

مرتبہ ہیں کم تھیں ۔ یہ قرآنی ثبوت ہے کہ بعد رسول خدا کے سنت رسول اور قرآن عظیم کے یہ حضرات بہترین سمجھنے والے اور سمجھانیوالے تھے اور خدا نے بعد رسول خدا کے ان ہی حضرات سے قرآن و سنت کی ہر وہ بات جو سمجھ میں نہ آوے پوچھنے کا حکم دیا ہے۔

بعد رسول خدا کے علاوہ اہل بیت رسول اور مومنین و مسلمین کے منافقوں کو بھی قرآن یاد تھا۔ اور انکے پاس لکھا ہوا بھی تھا مگر کچھ اختلافات موجود تھے اور آئندہ بڑھنے کا خطرہ تھا۔ رسول خدا کی حیات میں بھی آل عمران کی جگہ آل مروان کر دیا گیا تھا۔ بعد وفات رسول خدا حضرت علی نے کوشش کی کہ قومی اجتماعی حیثیت سے ایک نسخہ قرآن تسلیم کر لیا جاوے اور جو مختلف نسخے موجود ہیں انکو منسوخ کر دیا جاوے مگر حضرت علی کی یہ رائے قوم کو پسند نہیں ہوئی کیونکہ یہ ایک نئی بات تھی جو رسول خدا نے اپنی حیات میں نہیں کی تھی۔

مگر حضرت علی کوشاں رہے کہ قرآن عظیم ایک کتابی صورت میں قومی اجتماعی حیثیت سے تسلیم کر لیا جاوے اور مختلف نسخے منسوخ کئے جاویں۔ اکثر لوگ حضرت علی کے ہمخیال ہوتے جاتے تھے۔ تقریباً سولہ سال کی جدوجہد کے بعد حضرت علی کے ہمخیالوں کی تعداد اسقدر بڑھ گئی کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں قرآن عظیم کے جمع کئے جانے کا حکم دیا اور موجودہ نسخہ قرآن عظیم بڑے بڑے حفاظ کی مدد سے نہایت غور و فکر کے بعد موجودہ صورت میں جمع کیا گیا۔ اختلافی نسخے منسوخ کئے گئے ورنہ آج مسلمانوں کے جتنے فرقے ہیں اتنے ہی مختلف نسخے قرآن عظیم کے ہوتے۔

قرآن عظیم کے جمع ہو جانیکے بعد حضرت علی کوشاں رہے کہ قرآن عظیم پر لوگ عمل کریں اس کوشش میں مشغول تھے۔ ۱۹ رمضان ۴۰ھ بروز جمعہ نماز صبح پڑھ رہے تھے سر سجدہ میں تھا منہ سے سبحان ربی الاعلیٰ و بحمدہ کہہ رہے تھے کہ ظالم نے پشت گردن پر تلوار ماری زخم مہلک لگا تیسرے دن وفات ہوگئی

Marfat.com

حضرت علی کے بعد امام حسن کا دور شروع ہوا۔ امام حسن نے اپنے دور میں قرآن عظیم کے قائم کئے جانے کے لئے اسلامی حکومت کو جو یمن سے ایران تک پھیلی ہوئی تھی اور قرآن عظیم کے مطابق آپ کو وراثتاً ملی تھی حضرت امیر معاویہ کے حوالہ کر دی تاکہ دنیا کے طلبگار جو محض دنیا کے لالچ سے قرآن عظیم کو ترک کرتے ہیں دنیا سے سیر ہو کر قرآن عظیم پر عمل کریں۔ اور مسلمانوں میں جو آپس میں کشت و خون جاری ہے بند ہو جائے۔

حضرت امام حسن کے مذکورہ حکیمانہ فعل سے مسلمانوں کے آپس کے کشت و خون میں تو کمی ہو گئی مگر قرآن عظیم کے قائم کرنے والوں کی تعداد روز بروز گھٹتی جاتی تھی یہانتک کہ پاکیزہ ترین گھر میں بھی ترک قرآن ہوا کیونکہ امام حسنؓ کی ایک بیوی نے جنکا نام جعدہ تھا یزید سے شادی کرنیکے لالچ میں امام حسنؓ کو زہر دیدیا جس سے انکی فوراً وفات ہو گئی۔

بعد امام حسنؓ کے امام حسینؓ کا دور شروع ہوا۔ اس زمانہ میں قرآن عظیم کا قیام انسانی جدوجہد سے باہر ہو چکا تھا۔ شیطان کو بڑا غلبہ اور حکومت حاصل ہو چکی تھی۔ اب شیطان کے مقابلہ میں خدا کی خاص مدد کی ضرورت تھی۔ خدا کی مدد خدا کی رضا سے حاصل ہوتی ہے قرآن عظیم کے قیام کیلئے خدا کو راضی کرنے کے لئے خوف، بھوک، مالوں کے نقصان، جانوں کے نقصان اور مخالفین کی شماتت میں شکر کے ساتھ امتحان دینا لازمی تھا۔

امام حسینؑ نے عالم ارواح میں قرآن عظیم کے قیام کیلئے مذکورہ مصائب میں شکر کیساتھ ذبح ہونا قبول کر لیا تھا اور عالم شہود میں آ کر عالم ارواح کے وعدے کو کما حقہ پورا کرنے والے تھے جو خدا کے علم میں تھا جسکی بشارت خدا نے حضرت عیسیٰؑ کی مذکورہ کتاب نبوت کی ذیل کی دونوں

Marfat.com

آیات میں کئی سو سال پیشتر جناب عیسٰی ابن مریم کی معرفت دیدی تھی۔

(۶) اور میں نے اس تخت اور چاروں جانداروں اور بزرگوں کے بیچ میں گویا ذبح کیا ہوا بڑہ کھڑا دیکھا اس کے سات سینگ اور سات آنکھیں تھیں۔ یہ خدا کی سات روحیں ہیں جو تمام روئے زمین پر بھیجی گئی ہیں۔

(۷) اس نے آکر تخت پر بیٹھے ہوئے کے داہنے ہاتھ سے اس کتاب کو لے لیا۔

حضرت عیسٰی کی مذکورہ کتاب نبوت کے پانچویں باب کی پہلی آیت سے پانچویں آیت تک خدا کے داہنے ہاتھ والی کتاب قرآن عظیم اور یہودہ کے قبیلہ کے ببر احمد مجتبیٰ صلعم کے بابت بشارات تھیں جنمیں احمد مجتبیٰ صلعم کا خدا کے داہنے ہاتھ والی کتاب کے لے لینے اور اسکی مہریں کھولنے کیلئے صرف غالب آنیکی بشارت ہے مذکورہ بالا چھٹی اور ساتویں آیت میں ایک گویا ذبح کئے ہوئے بڑہ کی بشارت ہے اور یہ بشارت ہے کہ مبشرہ بڑہ نے خدا کے داہنے ہاتھ والی مذکورہ کتاب کو لے لیا۔ یعنے ہمیشہ کے لئے قائم کر دیا۔

مبشرہ ذبح کئے ہوئے بڑہ سے مراد امام حسین ہیں کیونکہ خدا نے جن سات خدا کی روحوں کو بطور رتبہ و نشان کے بنایا ہے وہ صرف امام حسین میں ملتی ہیں جو حسب ذیل ہیں (۱) احمد مجتبیٰ صلعم (۲) علی مرتضیٰ (۳) جناب فاطمہ (۴) امام حسنؑ (۵) حضرت محسن (۶) امام زین العابدین (۷) امام محمد باقرؑ۔ یہ ساتوں خدا کی روحیں ذبح امام حسین تک روئے زمین پر عالم ارواح سے آچکی تھیں۔ امام محمد باقر کربلا میں موجود تھے اور پانچ سال کے تھے۔ مذکورہ ساتوں مقدس ہستیاں خدا کے عطا کردہ ملک میں اور تمام اسلامی دنیا میں قرآن کی ہدایات کے مطابق

Marfat.com

اس دوجہ مقدس مانی جاتی ہیں کہ الفاظ خدا کی روحیں انکے لئے نہایت موزوں ہیں اور مذکورہ ساتوں حضرات کا تعلق امام حسینؑ سے ایسا ہی ہے قریب قریب جیسا کسی برّہ کو اپنی سینگ اور آنکھوں سے ہوتا ہے احمد مجتبیٰ صلعم نے مذکورہ حقیقت کو یوں سمجھایا ہے حسین منی وانا من الحسین۔ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ یعنی اگر احمد مجتبیٰ صلعم قرآن عظیم کی رسالت کو قبول نہ کرتے تب امام حسین کس قرآن کو قائم کرنے کے لئے ذبح ہوتے اور خدا کے حضور مبشرہ مرتبہ کیسے پاتے اور اگر امام حسین قرآن کے قیام کے لئے ذبح نہ ہوتے تو مثل یہود و نصاریٰ کے مسلمان بھی قرآن کو قائم نہ کرتے پھر ایک نئی کتاب خدا اور ایک نیا رسول خدا آتا۔ احمد مجتبیٰ صلعم پھر ختم المرسلین نہ ہوتے یہی وجہ ہے کہ احمد مجتبیٰ صلعم اور امام حسین خدا کے حضور مقبول ہوتے ہیں بموجب ارشاد رسول حسین منی وانا من الحسین ایک دوسرے کے معین ہیں۔

دوسرا ثبوت کہ امام حسین ہی مبشرہ ذبح کئے ہوئے برّہ سے مراد ہیں یہ ہے کہ مذکورہ خدا کی ساتوں روحوں کا نشان اور پتہ ایسا بے مثل اور مسکت ہے کہ ابلیس کو بھی چوں و چرا کا یارہ نہیں رہا ہے کیونکہ بعد حضرت عیسیٰ کے مبشرہ ساتوں روحوں کے مثل ذبح امام حسین تک کوئی ایک ہستی بھی روئے زمین پر نہیں آئی تھی۔ ثبوت حسب ذیل ہے۔ (۱) احمد مجتبیٰ صلعم خاتم النبیین ہیں اور حضرت عیسیٰ کی نبوت کی کتاب میں بھی سوائے یہودہ کے قبیلے کے ببر احمد کے کسی دوسرے نبی کے آنیکی بشارت نہیں ہے۔ لہٰذا انکا مثل کوئی نہیں ہے۔

(۲) تمام تو مسلموں میں مثل رسول خدا کے حضرت علی کا سر بھی کسی بت کے آگے نہیں جھکا جسکی وجہ سے تمام مسلمان حضرت علی کو کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں۔ قبل اسلام کے بھی

رسول خدا اور حضرت علی موحد تھے۔ حضرت علی رسول خدا کے دنیا اور آخرت میں مثل موسیٰ اور ہارون کے بھائی تھے اور رسول خدا کے جانشین اور علم رسالت کے باب علم تھے۔ جسکی خبر آنحضرت صلعم نے یوں دیا ہے۔ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا۔

(۳) جناب فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ رسول خدا انکی تعظیم کیلئے اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے محبت پدری سے نہیں بلکہ ان بشارات خدا کی وجہ سے جو حضرت عیسیٰ کی کتاب نبوت کے بارھویں باب میں تھیں جنمیں جناب فاطمہ کو آفتاب اوڑھے اور بارہ ستاروں کا تاج پہنے ہوئے دکھایا گیا ہے ان نشانات سے ایسا عظیم مرتبہ ظاہر ہے کہ سردار انبیا تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ (۴) حضرت محسنؑ آل رسول میں پہلے شہید ہیں انکی بابت بھی بشارات جناب فاطمہ کیساتھ حضرت عیسیٰ کی مذکورہ نبوت کی کتاب کے بارھویں باب میں مذکور ہیں۔

(۵) امام حسن جوانان جنت کے سردار ہیں اور حضرت علی کے بعد علم رسالت کے باب علم ہیں اور امام حسن نے امت کی فلاح کیلئے اسلامی حکومت کو جو یمن سے ایران تک پھیلی ہوئی تھی اور آپکو قرآن کے مطابق ورثہ میں ملی تھی ترک کردی۔ (۶) امام زین العابدین بعد امام حسنؑ کے علم رسالت کے باب علم تھے خدا کی طویل ترآزمائشوں میں شکر کیساتھ پورے اترے۔ یہ بہت بڑے درجہ کے خدا کے شکر کرنیوالے تھے کیونکہ کربلا کے سخت ترین امتحان سے گذرنے کے بعد پھر مسلسل مصائب میں ایک انسان اگر شاکر نہ ہو تو زیادہ دن زندہ نہیں رہ سکتا ہے اکثر دل کے دماغ خراب ہو جاتے ہیں مگر حضرت زین العابدین واقعہ کربلا کے چالیس سال تک زندہ رہے اور اسقدر عبادت الٰہی کی کہ خلقت خدا زین العابدین کہنے لگی۔ پھر اپنے اجداد سے جا ملے۔

(۷) امام محمد باقر بعد امام زین العابدین کے باب علم رسالت تھے اور اپنی ساری عمر مومنین اور متقین کی تعلیم اور ہدایت میں صرف کی پھر اپنے اجداد سے جا ملے۔

لہذا حضرت عیسیٰ کی کتاب نبوت کے لکھوائے جانیکے بعد سے شہادت امام حسین تک مثلی مذکورہ مقدس ساتوں حضرات کے دیگر ہستیوں کا عالم ارواح سے عالم شہود میں آنا ذہن انسان میں آنہیں سکتا ہے اور دیگر ہستیاں جو آئیں وہ شہادت امام حسین کے بعد آئیں۔ اسلیئے امام حسین رضی اللہ عنہ کا مبشرہ ذبح کیا ہوا برّہ ہونے میں مذکورہ ساتوں روحوں کا نشان اور پتہ بے مثل اور مسکت ہے۔

مذکورہ ساتویں آیت میں بشارت ہے کہ مذکورہ گویا ذبح کیا ہوا برّہ یعنے امام حسین اس عالم شہود میں آکر اور شکر سے کے ساتھ ذبح ہو کر خدا کے داہنے ہاتھ والی کتاب قرآن عظیم کو لے لینگے یعنے عالم شہود میں قائم کر دینگے پھر قرآن عظیم مثل سابقہ کتب خدا کے ترک نہیں کیا جائیگا قیامت کبریٰ تک قائم رہیگا۔ کسی نئی کتاب خدا اور نئے رسول خدا کی مثل سابق کے آنیکی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ اور ایسا ہی ہوا ہے۔ شہادت امام حسین کو تقریباً "۱۳۰۰" سو سال گذر چکے ہیں اس عرصہ میں خدا کے عطا کردہ ملک میں جہاں خدا کی تمام کتابیں نازل ہوئی ہیں کوئی نئی کتاب خدا اور کوئی نیا رسول نہیں آیا۔ یہی بیّن ثبوت ہے کہ قرآن عظیم قائم ہے اور اسکی مہریں کھلنا شروع ہو گئی ہیں انوار قرآن ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔

[امام حسین کی قربانی مبشرہ ذبح عظیم تھی اور قرآن کے قیام کے لئے توریت کی اصطلاح میں خدا کے حضور کفارہ تھی اور قرآن کی اصطلاح میں فدیہ تھی۔]

کتاب احبار ۱۶: ۲۹۔ اور یہ تمہارے لئے دائمی قانون ہوگا کہ ساتویں مہینہ کی دسویں تاریخ

تم میں سے ہر ایک خواہ تمہارے دیس کا ہو یا پردیسی جسکی بود و باش تم میں ہے اپنی جان کو دکھ دے اور کسی طرح کا کوئی کام نہ کرے کیونکہ اس روز تمہارے واسطے اور تمہاری پاکیزگی کیلئے کفارہ دیا جائیگا۔

قرآن عظیم کو قایم کرکے خیر امت کی پاکیزگی کیلئے امام حسین نے اپنی قربانی کے ساتھ دیگر قربانیاں خدا کے حضور بطور فدیہ پیش کیں۔ اس فدیہ کی بشارت خدا نے حضرت ابراہیم کو دی تھی۔ جب حضرت اسمٰعیل ذبح نہیں ہوئے اور ایک دنبہ ذبح ہوگیا جو حضرت ابراہیم کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا تب حضرت ابراہیم کے دلمیں خیال آیا کہ اسمٰعیل کے علاوہ کون بشر ذبح عظیم کا اہل ہوسکتا ہے اور کون تکمیل ذبح عظیم کرسکتا ہے۔ تب خدا نے وحی کی۔ وَفَدَيْنَٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ۔ اور اے ابراہیم ہمنے ایک ذبح عظیم کے فدیہ میں اسمٰعیل کو چھڑا لیا ہے۔ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ۔ اور اسمٰعیل کے ذبح ہونیکو ترک کرکے اسمٰعیل کے آخر والوں پر اس ذبح عظیم کو مقرر کیا ہے۔ اس وقت امام حسین پشت اسمٰعیل میں موجود تھے۔

مذکورہ کتاب احبار کے باب ۲۶ آیت ۳۰ کے مطابق غم منانیکا وقت مذکورہ ساتویں مہینے کی نویں تاریخ کی شام سے دسویں تاریخ کی شام تک مقرر ہے۔ یعنے نویں محرم کی شام سے دسویں کی شام تک۔ بموجب مذکورہ بالا احکام خدا کے خدا کو راضی کرنے کیلئے تمام انبیاء اور خدا پرست مذکورہ عاشورہ کے دن اپنی جانوں کو دکھ دینے کیلئے روزے رکھتے تھے اور غم مناتے تھے۔

عبرانی ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ مطابق ہوتی ہے عربی ماہ محرم کی دسویں تاریخ کے جسکو بشیرہ خصوصیت کی وجہ سے یوم عاشورہ کہتے ہیں۔ احمد مجتبیٰ صلعم یوم عاشورہ بموجب مذکورہ بالا حکم خدا کے اپنی جان کو دکھ دینے کی غرض سے روزہ رکھتے تھے اور یہودی بھی اسی روز روزہ رکھتے تھے

Marfat.com

عاشورہ کا دن غم کا دن ہے عید کا دن نہیں ہے۔ ہر عید کے دن روزہ حرام ہے اور عاشورہ کے دن احمد مجتبیٰ صلعم نے روزہ رکھا تھا۔ عاشورہ کا دن خدا کو راضی کرنیکے لئے فدیہ دینے کا دن ہے اور غم منانے کا دن ہے۔

مبشرہ عاشورہ کے دن امام حسین سے اور یزید کی فوجوں سے لڑائی صرف اس بات پر ہوئی کہ یزید چاہتا تھا کہ امام حسین بیعت کر لیں یعنے یزید کی اطاعت کر لیں اور اس کی کسی بات کی مخالفت نہ کریں۔ یزید سب سے بڑا تارک القرآن تھا۔ امام حسین نے یزید کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ سوائے چار اشخاص کے تمام لوگ یزید کی بیعت کر چکے تھے اگر امام حسین بھی یزید کی بیعت کر لیتے تو دنیا کی مال و دولت کی کچھ فراوانی ہو جاتی مگر مثل توریت و انجیل کے قرآن عظیم بھی خیر امت سے ترک ہو جاتا۔

مبشرہ عاشورہ کے دن جسکی بشارت موسیٰ کی کتاب احبار ۱۶: ۲۹ میں ہے اور مبشرہ دریائے فرات کے کنارے جسکی بشارت صحیفہ حضرت یرمیاہ نبی ۴۶: ۱۰ میں یوں ہے کیونکہ خداوند رب الافواج کے لئے اتر کی سرزمین پر دریائے فرات کے کنارے ذبیحہ مقرر ہے یہ ذبیحہ حضرت اسمٰعیل کے بجائے مقرر ہوا تھا جسکی خبر قرآن میں ہے۔ یہ ذبیحہ مبشرہ سرزمین بابل پر ہونیوالا تھا جسکی تفصیلی بشارات حرم کعبہ کے جلائے جاتے تک کی حضرت عیسیٰ کی نبوت کی کتاب کے سترھویں باب میں ہے مبشرہ مصائب میں صبح سے لیکر عصر کے وقت تک امام حسین نے ۷۲ قربانیاں اپنے فرزندوں عزیزوں اور دوستوں اور پلائے ہوئے خدا کے مقدس بندوں کی خدا کے حضور پیش کیں جسمیں چھ ماہ کے بچہ سے لیکر کوزہ پشت بڈھا تک تھا۔ میدان کربلا میں ہر شہید کی تکمیل شہادت کے بعد امام حسین رضؓ کے چہرے پر کامیابی کی سرخی آجاتی تھی۔ جب عصر کا وقت آگیا امام حسین نے دشمنوں سے نماز عصر ادا کرنیکی

مہلت لی۔ امام حسین زخموں سے چور تھے سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ کہہ رہے تھے جسمیں کچھ دیر ہوئی قاتل نے سجدہ کی حالت میں سر تن سے جدا کر دیا اور سر حسین کو کاٹ کر یزید کے پاس لے گیا اس طرح امام حسین نے خدا کے داہنے ہاتھ والی کتاب قرآن عظیم کو ۷۲ قربانیاں بلا جبر و اکراہ شکر کیساتھ خدا کے حضور پیش کر کے خدا کو راضی کر لیا۔ خدا نے مدد کی قرآن عظیم قیامت کبریٰ تک کے لیئے قایم ہو گیا

قرآن عظیم کے قائم ہو جانیکا فوراً ظہور یہ ہوا کہ یزید کا خوف اور پریشانی کی حالت میں چند دن میں دنیا ہی بھگتان بھگت کر خاتمہ ہو گیا اور یزید کے اکلوتے بیٹے معاویہ ابن یزید نے قرآن عظیم پر عمل کرتے ہوئے اپنے باپ کی چھوڑی ہوئی سلطنت کو نجس سمجھکر لات ماردی اور گوشہ نشینی کی حالت میں چند ماہ میں اس دار فانی سے رحلت کی۔ بکثرت منافقین نے توبہ کی اور بکثرت منافقین قتل کیے گئے اور قتل ہوتے رہے۔ قرآن عظیم قائم ہو گیا اور اس کی مہریں کھلنا شروع ہو گئیں اور انوار قرآنا کا ہر دور میں ظہور ہوتا گیا۔ مگر ایمان ابھی تک گویا ثریا پر ہے چند لوگ حاصل کر لیتے ہیں۔

قرآن عظیم کے قائم ہو جانیکا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ بمقابلہ سابقہ کتب خدا کے اور صحیفوں کے جلد جلد نازل ہوتے رہے قرآن عظیم ۱۴ سو سال سے خدا کے عطا کردہ ملک میں جہاں خدا کی تمام موجودہ کتب خدا اور صحف نازل ہوئے ہیں قائم ہے اور کوئی دوسری کتاب خدا یا صحیفہ نازل نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ قرآن عظیم قائم ہے۔ خدا کا راستہ کھلا ہوا ہے۔ آج مسلمان قرآن عظیم کو واجب العمل جانتے ہیں اسپر غور و فکر کرتے ہیں اور اسکو عقل سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور کسی غیر اللہ کے کلام کو جو قرآن کے خلاف ہو غلط اور موضوع سمجھتے ہیں۔ یہ باتیں روز بروز ترقی پر ہیں۔

امام حسین تمام شہداء رضاء الہی میں صف انبیاء میں سید الشہداء ہیں ثبوت اس کا یہ ہے کہ جیسی حمد و تمجید امام حسین کی حضرت عیسیٰ کی مذکورہ نبوت کی کتاب میں مذکور ہے ویسی حمد و تمجید کسی نبی یا رسول یا شہید کی کسی کتاب اللہ یا صحیفہ میں مذکور نہیں ہے جو حسب ذیل ہے۔

(۸) جب اس نے کتاب لے لی تو وہ چاروں جاندار (ملک مقربین) اور چوبیسوں بزرگ (انبیا) اس برہ کے سامنے گر پڑے اور ہر ایک کے ہاتھ میں بربط اور عود سے بھرے ہوئے سونے کے پیالے تھے۔ یہ مقدسوں کی دعائیں ہیں۔

مذکورہ بالا آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب امام حسین نے عالم ارواح میں قرآن عظیم کے قیام کے لئے مجوزہ مصائب میں شکر کے ساتھ ذبح ہونا قبول کر لیا تو چاروں ملک مقربین اور چوبیسوں نبیوں نے جنکے نام قرآن عظیم میں مذکور ہیں جو تخت رب العالمین کے ارد گرد بیٹھے تھے خدا کا سجدہ تقدیس ادا کیا۔ کیونکہ بنی آدم میں سے پہلے کسی ہستی نے قرآن عظیم کو لے لینے اور اس کی مہریں کھولنے اور اس کے قیام کے لئے ذبح عظیم کی قربانی پیش کرنے کو قبول نہیں کیا تھا۔

فرشتے کی ندا پر کہ کون اس کتاب کو لینے اور اس کی مہریں توڑنے کے لایق ہے تو کوئی قرآن عظیم کو کھولنے اور اس پر نظر کرنے کے قابل نہ نکلا۔ یہ واقعہ اشرف المخلوقات یعنی بنی آدم کیلئے باعث گریہ و بکا ہو گیا۔ آخرش روح مقدس احمد مجتبیٰ صلعم نے قرآن عظیم کی رسالت کو قبول کیا اور روح مبارک امام حسین نے قرآن عظیم کی مہریں کھولنے اور اسکے قیامت کبریٰ تک کے قیام کے لئے مبشرہ ذبح عظیم کو شکر کیساتھ خدا کے حضور پیش کرنیکو قبول کر لیا۔

مذکورہ آئندہ ہونیوالی باتوں کا علم صرف خدا کو تھا قبل ایجاب و قبول کے ملائکہ کو بھی نہ

جنہیں ملائکہ اور انبیاء نے سجدہ تحیہ ادا کیا اور امام حسین کی کامیابی کے لئے خدا کے حضور دعائیں کیں۔ خدا نے دعاؤں کو قبول کرنیکا واعدہ کیا ہے۔

(۹) اور وہ یہ نیا گیت گانے لگے کہ تو ہی اس کتاب کو لینے اور اسکی مہریں کھولنے کے لایق ہے کیونکہ تو نے ذبح ہو کر اپنے خون سے ہر ایک قبیلہ اور اہل ایمان اور امت اور قوم میں سے خدا کیواسطے لوگوں کو خرید لیا۔

(۱۰) اور انکو ہمارے خدا کے لئے ایک بادشاہت اور کاہن بنا دیا اور وہ زمین پر بادشاہی کرتے ہیں یہ بشارت ہے کہ جو لوگ امام حسین کی اتباع کرینگے اور امام حسین کی حمد و تحیہ کرینگے خدا انسے بھی راضی ہوگا اور انپر اپنا بڑا فضل کریگا۔

(۱۱) جب میں نے نگاہ کی تو اس تخت اور ان چاروں جانداروں اور بزرگوں کے گرداگرد بہت سے فرشتوں کی آواز سنی جنکا شمار لاکھوں اور کروڑوں تھا۔

(۱۲) اور وہ بلند آواز سے کہتے تھے کہ ذبح کیا ہوا برّہ ہی قدرت، دولت، حکمت اور طاقت اور عزت اور تحیہ اور حمد کے لایق ہے۔

مذکورہ بالا آیات میں صرف انبیاء کے سید الشہداء امام حسینؑ کی جیسی بلند اور اعلیٰ حمد و تحیہ مذکور ہے ویسی کسی نبی یا رسول کی کسی کتاب، الہٰ یا صحیفہ میں مذکور نہیں ہے۔

(۱۳) پھر میں نے آسمان و زمین اور زمین کے نیچے کی اور سمندر کی سب مخلوقات کو یعنے ساری چیزوں کو جو ان میں ہیں یہ کہتے سنا کہ جو تخت پر بیٹھا ہے اسکی اور برّہ کی حمد عزت اور تمجید اور سلطنت ابد الآباد رہے۔

Marfat.com

(۱۴) چاروں جانداروں نے آمین کہی اور بزرگوں نے گر کر سجدہ کیا۔

مذکورہ بالا تیرہ صحیح میں اور چودھویں آیات سے ثابت ہے کہ مقدسین اور مقربین کے علاوہ تمام مخلوق خدا نے برّہ یعنی امام حسین کی حمد و عزت اور تمجید اور سلطنت کے ابدالآباد قائم رہنے کیلئے دعائیں کیں منشرہ چاروں جاندار وں نے انبیائے آمین کہی۔ مذکورہ دعائیں قبول ہوئیں۔ تاریخیں بتاتی ہیں کہ شیطان نے ہر امکانی کوشش کی کہ امام حسین کے کارنامے اور رضائے الٰہی کے حصول میں جو کامیابی انکو حاصل ہوئی ہے لوگ نہ جانیں اور بنی آدم اس سے فائدہ نہ اٹھا سکیں مگر شیطان ناکام رہا۔ امام حسین کے کارنامے عیاں اور روشن ہوتے جاتے ہیں اور ایمان گویا ثریا سے اتر کر اب لوگوں کے بہت قریب ہو گیا ہے۔

حضرت عیسٰی کی مذکورہ کتاب نبوت میں صرف واقعہ صلیب کے بعد اس کرۂ زمین پر ہونیوالے واقعات کی بشارات ہیں اور واقعہ صلیب کو تقریباً دو ہزار سال ہو چکے ہیں اس عرصہ میں سوائے امام حسینؑ کے کوئی دوسری ہستی دماغ اور خیال میں نہیں آسکتی ہے جسکے لئے ذبح کئے ہوئے برّہ کے الفاظ معہ منشرہ نشانوں اور پتیوں کے ٹھیک اور صحیح ہوں اس امر میں ابلیس بھی عاجز ہے۔

عنقریب قادر مطلق خدا کے روز عظیم کی جنگ شروع ہونیوالی ہے جسکی بشارت حضرت عیسٰی کی مذکورہ نبوت کی کتاب کے سولھویں باب کی چودھویں آیت میں ہے جسکی تشریح احمد مجتبیٰ صلعم بہت کچھ فرما گئے ہیں۔ یہ جنگ سابقہ عذابوں سے شدید ترین عذاب خدا ہوگی اس عذاب میں ... بھی مبتلا ہونگے یہ بڑی مصیبت کا زمانہ ہوگا۔

اسوقت اہل کتاب میں سے جو یہودی ہیں انکو ابتداءً میں اللہ نے بڑی فضیلت دی تھی مگر

Marfat.com

انہوں نے انجیل عیسیٰ اور عیسیٰ کا انکار کیا۔ سزائیں بھگتیں مگر توبہ نہیں کی پھر خدا کے داہنے ہاتھ والی کتاب قرآن عظیم اور یہودہ کے قبیلہ کے ببر احمد مجتبیٰ صلعم کا بھی محض غرور اور حسد کیوجہ سے انکار کیا کیونکہ یہ لوگ اپنے کو بیوی کی اولاد اور عربوں کو کنیز زادے اور نبوت کتاب اور حکمت کا مستحق نہیں سمجھتے ہیں۔

مذکورہ دونوں نافرمانیوں پر خدا کے عطا کردہ ملک سے جلاوطن کر دیئے گئے نہایت ذلیل و خوار رہے اور زیادہ سخت عذابوں میں مبتلا ہوتے رہے مگر پھر بھی توبہ نہ کی۔

خدا نے عیسائیوں کو حضرت عیسیٰ کے تمام انکار کرنیوالوں پر فوقیت دی ہے یہ لوگ بڑے آرام سے بسر کر رہے تھے۔ بڑی بڑی بادشاہتیں حاصل ہوتی جاتی تھیں مگر شیطان کیوجہ سے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کی مذکورہ نبوت کی کتاب کو بھلا دیا اسوجہ سے انھوں نے خدا کی بشارت دا ہنے ہاتھ والی کتاب قرآن عظیم کا اور یہودہ کے قبیلہ کے ببر احمد مجتبیٰ صلعم کا انکار کیا۔ سمجھایا گیا اسپر بھی بہت لوگ ایمان نہیں لائے جبکی سزا میں خدا نے ان کے آپس میں بغض و عداوت ڈالدی جس کے سبب سے انکے درمیان امن ناپید ہو گیا وہ لوگ دم لے لیکے نیز ایکدوسرے کو حیوانیت کیساتھ قتل و غارت کرتے رہتے ہیں۔ اس عذاب خدا میں صدیاں گذر گئیں مگر ابھی تک انھوں نے توبہ نہیں کی ہے

خدا نے مسلمانوں کو اس کرۂ زمین کی خلافت عطا کی تھی کوئی قوم انکا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی تمام عیسائی قومیں اور بادشاہتیں متحد ہو کر مسلمانوں سے جنگ صلیب لڑیں مگر ذلت کیساتھ ناکام رہیں۔

ہندوستان میں پچاس ہزار مسلمانوں نے ہندوستان کے تین لاکھ چیدہ بہادروں کو شکست فاش دی۔ ملک چین میں صرف چالیس عرب مسلمان دعوت اسلام لیکر گئے اور ایسی اعجازی فتح

Marfat.com

حاصل کی کہ وہاں اسوقت تقریباً ۶ کروڑ مسلمان ہیں اور عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں مگر جب سے مسلمانوں نے اپنے ایمان میں ظلم کو ملالیا ہے خدا کی نگاہ میں گرنے لگے مگر توبہ نہ کی۔

آج مسلمان خود انجیل عیسٰی کو جو انکا جز ایمان ہے بھول گئے ہیں انکو علم نہیں رہا ہے کہ انجیل عیسٰی مجموعہ اناجیل میں کونسی کتاب ہے۔

احمد مجتبیٰ صلعم بحکم خدا خدا کی تمام کتابوں میں سے صرف دو کتابوں کو زیادہ ہدایت کرنیوالی اور واجب الاتباع مانتے ہیں۔ یہ فرق عظیم ہو گیا ہے۔ قرآنی ثبوت حسب ذیل ہے قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِّنْ عِندِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعْهُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ (قصص - ۴۹) اے رسول کہہ دو کہ تم لے آؤ کوئی کتاب اللہ کی جو ان دونوں کتابوں سے زیادہ ہدایت کرنیوالی ہو اتباع کروں میں اسکی اگر تم سچے ہو۔ مذکورہ بالا آیت میں منھما تثنیہ ہے لہذا نہ دونوں کتابوں کے بجائے ایک کتاب واجب الاتباع ہو سکتی ہے اور نہ دو کتابوں کے بجائے تین واجب الاتباع ہو سکتی ہیں۔

خدا نے قرآن عظیم میں خبر دی ہے۔ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ (اعراف - ۱۵۷) وہ لوگ جو رسول نبی امی کی اتباع کرتے ہیں وہ اپنے پاس توریت اور انجیل میں رسول نبی امی کے بابت بشارتیں لکھی ہوئی پاتے ہیں۔ مذکورہ بالا آیت میں یجدونہ مضارع واقع ہوا ہے یعنی احمد مجتبیٰ صلعم کی موجودگی میں بھی جو لوگ انکے حقیقی پیرو تھے وہ اپنے پاس توریت و انجیل بھی رکھتے تھے اور انمیں آنحضرت صلعم کے متعلق بشارتیں لکھی ہوئی پاتے تھے۔ اور آج بھی جو معدودے چند آنحضرت صلعم کے حقیقی متبعین

ہیں انکے پاس جو توریت و انجیل موجود ہوتی ہے، وہ آج بھی انہیں وہی بشارتیں لکھی ہوئی پاتے ہیں۔ مگر تمام مسلمان مذکورہ بالا ہدایت قرآن عظیم کے خلاف توریت و انجیل کو منسوخ۔ محرف۔ مانتے ہیں اور انکی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔ تحریف کتب سابق کا عقیدہ تعلیم قرآن کے خلاف ہے۔ شیطان کی حکومت اور بادشاہت اسوقت بھی مسلمانوں پر بہت قائم ہے۔ اللہ ان پر رحم کرے اور خیر امت کو اس طور سے ہدایت کرے کہ وہ اپنے ایمان کو قرآن عظیم کے حکم ایمان کے مطابق درست کرلیں جو حسب ذیل ہے۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ (النساء-۱۳۶) اے وہ لوگو! جو غیب پر ایمان لاچکے ہو۔ اب ایمان لاؤ اللہ پر جو غیب میں ہے اور اسکے رسول احمد مجتبیٰ صلعم پر اور اس کتاب پر جو اللہ نے نازل کی ہے قبل قرآن عظیم کے یعنے انجیل عیسیٰ۔ قرآن فرقان میں سابقہ کتابوں سے زیادہ ہدایت کرنیوالا ہے اور انجیل عیسیٰ سابقہ بشارات کی کتابوں سے زیادہ ہدایت کرنے والی ہے۔

دجال جو عنقریب آنیوالا ہے سخت فتنۂ عظیم ہے اسکی بشارات مذکورہ انجیل عیسیٰ میں چھوٹے نام سے ہیں۔ (مکاشفہ ۱۳:۱۶ / ۲:۱۹) اس دجال کے بابتہ احمد مجتبیٰ صلعم بھی بہت سی خبریں دے گئے ہیں اور بتادیا ہے کہ دجال مشرق سے نکلیگا۔ بھارت، مکہ ومدینہ دونوں کے مشرق میں واقع ہے خیر امت کا یہ امتحان سخت ترین امتحان ہوگا۔ ہاں گنگادھر تلک کی جو مورت گاندھی جی نے بھارت میں کھڑی کرائی ہے وہ بولے گی بھی۔ میرا خیال ہے کہ کرشن مورتی دجال موعود ہے جو ہندوستان میں پیدا ہوا ہے۔ مس اینی بسنٹ کا جو تھیوزافکل سوسائٹی کی ممبر ہیں لے پالک ہے۔ تھیوزافیکل

سوسائٹی کے ممبروں نے عرصہ ہوا اپنے علوم کے زور سے جب کرشن مورتی پیدا ہوا تو
کیا تھا کہ وہی کرشن موعود، مسیح موعود اور مہدی موعود ہے اور اپنی غلط امیدوں
نے کرشن مورتی کو خود تعلیم دی اور تربیت کی اور اپنے علوم کی مشق کرائی۔ پندرہ سولہ سا
ہندوستان میں آچکا ہے اور لاہور میں ایک بڑے مجمع میں اپنی بابتہ مسیح موعود
نجات دہندہ ہونیکا اعلان کرچکا ہے اس جلسہ میں ہندو بڑی تعداد میں تھے مسلما
تھے۔ اسوقت اسکو کامیابی خاطر خواہ نہیں ہوئی اسلئے وہ پھر غائب ہوگیا۔ بہت ممک
اب جب وہ آئے گا تو اپنے مسیح موعود ہونیکے ثبوت میں شاید گاندھی جی کو لیکر ا
آئیگا۔ افسوس ہے ان مسلمانوں پر جو اسکے خروج کے وقت اسکے تخت گاہ ہندو
ہونگے۔ اللہ رحم کرے اور شیطان کے مقابلہ میں ہم سب کی مدد کرے۔ ہم سب
آدم ہیں۔

خادم اہل کتاب
مرزا محمد مہدی

Marfat.com

شباب سے پہلے

اس اچھوتے موضوع پر آج تک کوئی کتاب اردو ادب میں نہیں

اس کے مصنفین کے ناموں سے اس کی اہمیت کا اندازہ کیجیے۔

مولانا ابوالکلام آزادؔ، مولانا ظفر علی خاں، سر عبدالقادر، حکیم محمد حسن قریشی، ڈاکٹر

ی تاثیر وغیرہ جیسے تقریباً ۵۴ مشاہیر ادبا کے خود نوشتہ حالات اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیے

اب کو رئیس احمد صاحب جعفری کے پیش لفظ کی زینت حاصل ہے۔

قیمت صرف .... للعہ

ناشران محرابِ ادب کراچی

Marfat.com

تازہ مطبوعات پر ایک نظر

شباب سے پہلے	۳۵ مشاہیر ادیب		للعہ
جدید باقیات فانی	فانی بدایونی	بمعہ کلام فارسی	ے/
گنجینہ جوہر	مولانا محمد علی جوہر		عہ/
محوِ خواب	اظہار الاسلام قدوسی		للعہ
آگ اور خون	عارف بٹالوی		للعہ/
دوزخ	سعید بھوپالی		عہ/
بہشت	خالد بشیر		عہ
شکست کے بعد	مسعود رشید		زیر طبع
دھجیاں	منشی بلیح آبادی		۸/

محراب ادب کراچی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین ○

اعجازِ قرآن پاک

اہلِ کتاب اور منکرینِ خدا کیلئے پاک تحفہ

جناب مرزا محمد مہدی صاحب

ناشران محراب ادب کراچی